تقریری مقابلہ: قادیانیوں کے خلاف اہلِ حدیث کی خدمات

برِصغیر پاک و ہند میں انگریز نے اپنی استعماری اور سیاسی ضرورتوں کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا تو اس کی جھوٹی نبوت کا پول کھولنے نیز بطلان واضح کرنے کے لئے جو اعزاز و شرف اور سابقیت و اولیت اہلِ حدیث کو بفضل اللہ نصیب ہوئی وہ کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ سب سے زیادہ مناظرے اہلِ حدیث علماء نے کئے اور مرزائیت کے خلاف سب سے زیادہ اور مدلل کتابیں اہل حدیث علماء کے نوک قلم سے نکلیں۔ مرزا کے کفریہ عقائد کو طشت از بام کرنے والے مولانا محمد حسین بٹالوی تھے، جنھوں نے اس مہم کے لئے ہزاروں میل سفر کیا اور علماء کو بیدار کیا اور مرزا پر فتوئ کفر لگایا۔ پہلا مباہلہ، پہلا مناظرہ، پہلا رسالہ اور پہلی مکمل کتاب اہل حدیث عالم نے لکھی۔ طلبہ کرام میں اس عظیم مشن کے شعور اور اسلام کی مساعی حسنہ کو اجاگر کرنے کے لئے اور نئی نسل کو مرزائیت کے شجرہ ملعونہ سے آگاہی کے لئے **جامعہ امام بخاری اہل حدیث مقام حیات** نے ایک تقریری مقابلہ کا انعقاد ۱۸/ جنوری ۲۰۱۲ء بروز بدھ کیا، جس میں پانچ مدارس کے طلبہ اور اساتذہ نے شمولیت کی: المعھد الشرعی جوہر آباد، قبا اسلامک اکیڈمی شمشیر ٹاؤن، جامعہ رحمانیہ ۱۹ بلاک، جامعہ علمیہ ڈی بلاک سرگودھا اور جامعہ امام بخاری مقام حیات سرگودھا۔

تمام طلبہ نے بھرپور انداز میں تقاریر کیں اور بہت اچھا علمی و مدلل مواد پیش کیا۔

اول انعام پانے والے المعھد الشرعی جوہر آباد کے طالب علم عمار بن عابد مجید مدنی تھے جنھیں پانچ ہزار روپے انعام دیا گیا۔ دوسرا انعام پانے والے جامعہ امام بخاری مقام حیات کے نعیم اللہ بن محمد فاروق توحیدی تھے۔ جنھیں تین ہزار روپے انعام دیا گیا۔ تیسری پوزیشن پر دو طلبہ آئے: ایک المعھد الشرعی جوہر آباد کے محمد اسماعیل بن عطاء اللہ الجدانی اور دوسرے جامعہ امام بخاری اہل حدیث سید عبدالواجد شاہ بن سید عابد شاہ تھے جنھیں دو دو ہزار روپے انعام دیا گیا۔

اس روح پرور پروگرام میں جامعہ امام بخاری کے فیض یافتگان علماء کرام نے بھی بھرپور شرکت کی، ہم ان کے اپنی مادر علمی میں تشریف لانے پر انتہائی شکرگزار ہیں۔

ہم اس تقریری مقابلہ کے انعقاد پر جامعہ امام بخاری کے مدیر سید محمد سبطین شاہ اور ان کے رفقائے کار کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔!

منجانب: شیخ اعجاز صاحب صدر جامعہ امام بخاری اہل حدیث مقام حیات سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاء الحق وزهق الباطل

ماہنامہ
ضربِ حق
سرگودہا

مدیر
سید محمد سبطین شاہ نقوی
حفظہ اللہ
0300-9600128

شمارہ: 2	ربیع الاول ۱۴۳۳ھ فروری ۲۰۱۲ء	جلد: 3

قیمت

پاکستان	سالانہ	فی شمارہ
300 روپے مع محصول ڈاک	200 روپے علاوہ محصول ڈاک	20 روپے

اس شمارے میں

برائے خط کتابت

ماہنامہ ضربِ حق
جامعہ امام بخاری اہل حدیث
مقام حیات سرگودھا

برائے رابطہ

حافظ
عمر فاروق شاکر
0300-4608164
048-3715130

مقام اشاعت
جامعہ امام بخاری اہلِ حدیث مقام حیات سرگودھا

خطبات

سید محمد سبطین شاہ نقوی

بارہ (۱۲) ربیع الاول

صحابہ رضی اللہ عنہم کے غم اور ہماری خوشیاں؟!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾

اور محمد تو ایک رسول ہیں، بے شک ان سے پہلے کئی رسول گزر چکے تو کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے؟ اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔

(سورۂ آلِ عمران: ۱۴۴)

ذی وقار علماء کرام، بزرگو اور دوستو! چودہ سو سال پہلے وفات النبی والی رات صحابہ کرام کے لئے انتہائی پریشانی کی رات تھی کیونکہ ۱۲/ ربیع الاول حضور نبی اکرم ﷺ کی تاریخ وفات ہے۔

جمہور امت کا مسلک ہے کہ آپ ﷺ کی وفات ۱۲/ ربیع الاول ہے حتیٰ کہ ملفوظات میں احمد رضا خان بریلوی نے بھی یہی بات لکھی ہے کہ آپ ﷺ کی وفات ۱۲/ ربیع الاول ہے۔ (دیکھئے ملفوظات حصہ دوم ص ۲۲۰)

تاریخِ پیدائش میں اختلاف ہے، تاریخ میلاد میں اختلاف ہے۔

بعض مؤرخین نے ۸/ ربیع الاول اور اکثر مؤرخین نے ۹/ ربیع الاول لکھا۔

بعض نے ۱۸/ ربیع الاول لکھا، بعض مؤرخین نے ۱۷/ رمضان لکھا ہے اور بعض مؤرخین نے ۱۰/ محرم لکھا ہے۔

پیر صاحب کی بات: حتیٰ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں ۱۰/ محرم تاریخ

وفات لکھی، جن کے متعلق ملفوظات میں احمد رضا خان بریلوی نے لکھا ہے: پیر صاحب اس کائنات کے غوث ہیں اور غوث وہ ہوتا ہے جس سے زمین کی گہرائی سے لے کر آسمان کی بلندیوں تک کوئی چیز چھپی ہوئی نہ ہو۔ اس کی نظر لوح محفوظ تک ہوتی ہے۔

جس طرح کوئی آدمی اپنی ہتھیلی پر چھوٹا سا دانہ رکھ لے تو اس کے سامنے دانے کی مکمل کیفیت سامنے آجاتی ہے اس کی لمبائی موٹائی کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہوتی ۔ اسی طرح غوث صاحب سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

یہ عبارت جب میں نے ملفوظات میں پڑھی تو سوچا، پھر پیر صاحب کی بات صحیح ہونی چاہیئے ، کیونکہ انھوں نے اپنی مشہور زمانہ کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ کی ولادت ۱۰/محرم کو ہوئی ہے۔

بریلویو! میری اور تمھاری بات غلط ہوسکتی ہے، لیکن تمھارے نزدیک اس کی بات تو غلط نہیں ہوسکتی جس کے سامنے کائنات کی ایک ایک چیز ہو اور اس کی نظر لوح محفوظ تک پہنچتی ہو، لہٰذا تم پیر صاحب کی بات تسلیم کر کے ۱۰/محرم کو، تم دونوں بھائی اکٹھے ہی جلوس نکال لیا کرو۔ تا کہ ایک ہی دن تم دونوں اپنا اپنا طریقہ اپنالو۔ وہ گھوڑا نکال لیا کریں اور تم بیل نکال لیا کرو۔ !

تخلیق اور میلاد: آیئے غور کیجئے! میلاد نوری کا نہیں ہوتا!

آج عید میلاد النبی منایا جاتا ہے۔ میلاد بڑا مشہور لفظ ہو چکا ہے۔

میلاد کا معنی ہے: جائے ولادت، جہاں کوئی پیدا ہو یا جس وقت کوئی پیدا ہو۔

میلاد اس کا ہوتا ہے جو ماں کے بطن سے پیدا ہو۔ فرشتوں کے لئے میلاد کا لفظ پورے قرآن میں کہیں بھی نہیں آیا۔ فرشتوں کی تخلیق ہوئی ہے میلاد نہیں ہوئی۔

جب نبی ﷺ کی میلاد ہوئی ہے، تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ بی بی آمنہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ تھیں، آپ کے والد تھے۔ دوسرے انسانوں کی طرح آپ ﷺ پیدا ہوئے ، لہٰذا آپ ﷺ نوری نہیں تھے۔ میلاد کا عقیدہ بتاتا ہے کہ آپ

ﷺ نوری نہیں تھے۔ میلاد نوری کا نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ اللہ کے نور کے جزء اور حصہ نہیں تھے۔ میلاد یعنی ولادت والا عقیدہ ہمارا ہے، مروجہ میلادیوں کا نہیں۔ میلادی تو میلاد کے منکر ہیں، کیونکہ وہ نبی پاک ﷺ کو نوری کہتے ہیں، اور نوری کا میلاد نہیں ہوتا۔

ان کے نزدیک تو حضور ﷺ کی تخلیق ہوئی ہے ولادت نہیں ہوئی، لہٰذا وہ میلاد کے منکر ہیں۔

بہتان کا ایک نمونہ: میں گذشتہ رات لاہور گیا تھا، وہاں ایک صاحب میلاد کے موضوع پر خطاب فرمارہے تھے اور بیان کررہے تھے: ﴿وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ﴾ اور قسم ہے والد کی اور جو اس نے جنا۔ (البلد:۳)

لیکن وہ صاحب بیان کررہے تھے: ''محبوب مجھے تیرے میلاد اور تیری ولادت والی رات کی قسم ہے۔'' **نعوذ باللہ من ذالك ، استغفر اللہ.**

کس لفظ کا ترجمہ ہے: ''محبوب'' اور کس لفظ کا ترجمہ ہے: ''میلاد'' اور کس لفظ کا ترجمہ ہے: ''ولادت کی رات''؟

پھر اس صاحب نے کہا: میلاد منانا اللہ کی سنت ہے ہم کیوں نہ اللہ تعالیٰ کی اتباع میں میلاد منائیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت ہوتی ہے، اتباع ہوتی ہے: کسی کے نقش قدم پر چلنا کسی کے کام افعال اپنانا۔ اتباع ہوتی ہے اس ذات کی جو نظر آئے، اتباع ہوتی ہے اس ذات کی جس کے اعمال ہمارے لیے نمونہ ہوں۔

اگر اللہ کی اتباع کرنی ہے تو پھر اللہ نے آسمان بنائے ہیں تم بھی آسمان بناؤ، اللہ نے زمین بنائی ہے تم بھی زمین بناؤ، اگر اللہ تعالیٰ کی اتباع کرنی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے درخت اگائے ہیں تم بھی درخت اگاؤ وغیرہ۔

عید کے دن روزہ: ایک آدمی کہنے لگا: ''تم میلاد کیوں نہیں مناتے جبکہ حضور ﷺ نے خود میلاد منائی ہے؟'' میں نے کہا: اس کی دلیل کیا ہے؟ کہنے لگا: ''حضور ﷺ ہر سوموار کو

روزہ رکھتے تھے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ ہر سوموار کو روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس دن پیدا ہوا ہوں۔

وہ آدمی کہنے لگا: ''دیکھا! حضور ہر سوموار کو اپنا میلاد مناتے تھے تم ہمیں سال بعد بھی میلاد نہیں منانے دیتے۔'' میں نے کہا: یہ بات ٹھیک ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سوموار کو روزہ رکھا ہے اور یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کو پیدا ہوئے۔

جناب غور کیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیدائش کے دن روزہ رکھ کر یہ بتایا ہے کہ میری پیدائش کے دن کو کوئی شخص عید کا دن نہ بنائے، کیونکہ عید کے دن مسلمان کا روزہ نہیں ہوتا۔ ''خبردار! جس دن میں پیدا ہوا ہوں۔ اس دن میں روزہ رکھتا رہا ہوں تاکہ کوئی شخص اسے عید کا دن نہ کہے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو پیدائش کے دن روزہ رکھیں اور تم آپ کی پیدائش کے دن کیا کرتے ہو۔ تم تو دیگیں تقسیم کرتے ہو، حلوے پکاتے ہو، پوریاں کھلاتے ہو۔

قرآن بھی اور بدعت بھی:

ایک بدعتی مولوی صاحب (طاہر القادری) نے کتاب لکھی ہے:

''عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت''

اس کتاب کے شروع میں اس نے لکھا ہے کہ میں سب سے پہلے قرآن کے دلائل سے میلاد النبی ثابت کروں گا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت کروں گا۔ پھر آثار صحابہ سے ثابت کروں گا۔ ساری کتاب لکھ کر آخر میں لکھا ہے: اس میں کوئی شک نہیں کہ میلاد بدعت ہے لیکن یہ بدعت حسنہ ہے، بدعت سیئہ نہیں۔ میں نے کہا: اس مولوی کو اتنا علم نہیں کہ جو مسئلہ قرآن سے ثابت ہو وہ بدعت نہیں ہوتا، جو مسئلہ حدیث سے ثابت ہو وہ بدعت نہیں ہوتا، جو مسئلہ آثارِ صحابہ سے ثابت ہو وہ بدعت نہیں ہوتا۔

ابولہب نے میلاد منایا: ایک شخص نے کہا: ہمارے پاس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی بڑی زبردست دلیل ہے۔ اتنی دنیا میلاد مناتی ہے کیا وہ ساری بغیر دلیل کے مناتی ہے۔ ہمارے پاس بہت بڑی دلیل ہے۔

میں نے کہا: کون سی دلیل ہے تمھارے پاس، پیش کرو؟ کہنے لگا: عید میلا د النبی تو ابولہب نے بھی منائی تھی۔ میں نے کہا: وہ کیسے؟ کہنے لگا؟ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تھے تو ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے آکر بتایا کہ آپ کے فوت شدہ بھائی کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے تو ابولہب نے اسی وقت ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔ میں نے کہا: ابولہب نے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔ آپ تو اس سے بڑھ چڑھ کر کام کرتے ہیں، یعنی جو کام اور کسب تم کرتے ہو یہ تو اس نے بھی نہیں کیے تھے۔ اس نے تو ثوبیہ کو آزاد کیا تھا، اب تمھارے پاس تو لونڈیاں نہیں، تمھارے پاس بیویاں ہیں انھیں ہی آزاد کر دو۔ !!

وہ کہنے لگا: ابولہب نے میلا د منایا تھا، تم کیوں نہیں مناتے؟ میں نے کہا: ہم اس لئے نہیں مناتے کہ ابولہب نے منایا تھا۔ ہم وہ کام کرتے ہیں، جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کریں۔ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کریں جو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کریں جو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کریں۔

تمھیں ابولہب مبارک۔ ہمیں ابوبکر و عمر و عثمان و علی مبارک۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

ابولہب کے متعلق قرآن نے کہا ہے:

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾

ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے اور وہ خود ہلاک ہو گیا۔ نہ اس کے کام اس کا مال آیا اور نہ جو کچھ اس نے کمایا۔ عنقریب وہ شعلے والی آگ میں داخل ہو گا اور اس کی بیوی (بھی آگ میں داخل ہو گی) ایندھن اٹھائے ہوئے۔ اس کی گردن میں مضبوط بٹی ہوئی رسی ہو گی۔

(لھب: ۱۔۵)

میلا دی کہتے ہیں: ابولہب کو جہنم میں اس انگلی سے دودھ آتا ہے جس انگلی کے اشارے سے اس نے لونڈی آزاد کی تھی۔ جیسا بچہ منہ میں فیڈر لگائے تو اسے دودھ ملتا ہے اسی طرح ابولہب کو انگلی سے دودھ ملتا ہے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کو پتا تھا کہ مولویوں نے انگلی سے دودھ نکالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی کہہ دیا: ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ﴾

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں۔ ہاتھوں میں انگلی بھی آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کافروں کو جہنم میں نہ ٹھنڈک پہنچے گی اور نہ پانی۔

﴿لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا o اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا﴾

نہ اس میں ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کوئی پینے کی چیز مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔

(النباء:۲۴۔۲۵)

لہٰذا بدعتی کی بات قرآن کے خلاف ہے۔

عیاشیوں پر نبی کریم ﷺ نہیں آتے: بارہ ربیع الاول کو جشن منانے والو! بھنگڑے ڈالنے والو! جعلی داڑھیاں لگانے والو! ٹرک اور ٹرالیوں پر چڑھنے والو! بازاروں میں ناچنے والو! سہرے لٹکانے والو! قالین بچھانے والو! یہ تو بتاؤ یہ جشن کس خوشی میں مناتے ہو؟ ایک صاحب کہنے لگے: یہ سب کچھ حضور کی آمد پر کرتے ہیں۔ میں نے کہا: جہاں اتنا اسراف ہو فضول خرچی ہو وہاں تو نبی کریم ﷺ کا اپنی زندگی میں بھی جانا ثابت نہیں۔

نبی کریم ﷺ تو اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہی نہیں ہوئے، جب آپ نے دروازے پر نقش ونگار والا پردہ لٹکا ہوا دیکھا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (سیدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے، لیکن اندر نہیں گئے۔ اس کے بعد (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ گھر آئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا (آپ ﷺ گھر میں تشریف نہیں لائے) علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر جب نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: میں نے گھر کے دروازے پر دھاری دار پردہ لٹکا ہوا دیکھا تھا۔ (اس لئے واپس چلا آیا) آپ نے فرمایا: مجھے دنیا (کی آرائش وزیبائش) سے کیا سروکار؟! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آکران سے آپ کی گفتگو کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا: آپ مجھے جس طرح کا چاہیں اس سلسلے میں حکم فرمائیں۔ (نبی کریم ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو) آپ نے فرمایا: کہ فلاں گھر میں اس کپڑے کو بھجوا دیں۔ انھیں اس کی ضرورت ہے۔

(صحیح بخاری: ۲۶۱۳، سنن ابی داود: ۴۱۴۹)

نبی کریم ﷺ اپنی بیٹی کے گھر نہیں گئے۔ آپ تیرے گھر کیسے آئیں گے؟ تیری محفلوں میں کیسے آئیں گے جہاں سارے ہی شیطانی آلات ہوتے ہیں؟

تم نے جو کچھ کرنا ہے یہ سب کچھ غریب کے گھر پہنچا دو۔ کسی غریب کی غربت ختم کرو، یہ سنتِ رسول ہے فضول خرچی کرنے سے رسول اللہ ﷺ ناراض ہوتے تھے، خوش نہیں ہوتے تھے۔

آپ ﷺ کے لئے آخرت بہتر ہے: اور یہ بات بھی یاد رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ جب عالمِ آخرت میں چلے گئے ہیں تو اب واپس دنیا میں کبھی نہیں آئیں گے، تم لوگ جتنا مرضی بلا لو کیونکہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَالضُّحٰی o وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰی o مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰی o وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ﴾ دھوپ چڑھنے کے وقت کی قسم! اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے! کہ نہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا اور نہ تجھے ناپسند کیا اور آپ کے لئے آخرت والی زندگی دنیا کی زندگی سے بہتر ہے۔

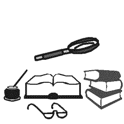
نبی ﷺ بہتر زندگی میں ہیں اور بدعتی مولوی آپ کو دنیاوی زندگی کی طرف بلاتا ہے، جبکہ قرآن کریم آخرت والی زندگی کو آپ کے لئے بہتر قرار دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا: " خُذُوْا عَنِّی مَنَاسِكَكُمْ " مجھ سے اپنی عبادت کے طریقے سیکھ لو۔ ہوسکتا ہے آئندہ سال میں تمھیں نہ مل سکوں۔ (صحیح مسلم: ۱۲۹۷، سنن نسائی: ۳۰۶۴)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ قربانی والے دن اپنی سواری پر بیٹھ کر کنکریاں پھینک رہے تھے اور فرما رہے تھے: مجھ سے اپنے حج کے طریقے سیکھ لو، ہوسکتا ہے میں اپنے اس حج کے بعد حج نہ کرسکوں۔

[تنبیہ: بریلوی " حضرات " میلاد کے دن جو جشن مناتے ہیں، ان کا قرآن مجید، احادیث صحیحہ، اجماعِ امت، آثارِ سلف صالحین اور خیر القرون سے کوئی ثبوت نہیں۔

کسی خوشی یا غم کا ہر سال دن منانا کسی دلیل سے ثابت نہیں اور نہ امام ابو حنیفہ کے اجتہاد سے اس کا کوئی ثبوت ہے۔]

مولانا محمد ارشد کمال



ماہِ ربیع الاول اور وفاتِ مصطفیٰ ﷺ

جس طرح ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ولادت باسعادت ربیع الاول کے مہینے میں سوموار کے دن ہوئی ، اسی طرح آپ کی وفات بھی اسی مہینے میں سوموار کے روز ہوئی ۔ چنانچہ مؤرخ طبری رحمہ اللہ کا بیان ہے:

" أما اليوم الذي مات فيه رسول اللّٰه ﷺ فلا خلاف بين أهل العلم بالأخبار فيه ، أنه كان يوم الاثنين من شهر ربيع الاول ."

علماء تاریخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ماہِ ربیع الاول سوموار کے دن ہوئی۔ (صحیح تاریخ طبری ۲/۳۸۶)

خلیفہ بن خیاط رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"توفي رسول اللّٰه ﷺ يوم الاثنين لاثنتي عشرة خلت من شهر ربيع الاول و يقال :ليلتين خلتا منه ..."

رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن بارہ ربیع الاول کو فوت ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ دو ربیع الاول کو فوت ہوئے... (تاریخ خلیفہ ص ۴۶)

علامہ القضاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"و توفي رسول اللّٰه ﷺ يوم الاثنين ضحى لا ثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول ." رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن بوقت چاشت بارہ ربیع الاول کو فوت ہوئے۔ (تاریخ القضاعی ص ۵۸)

ابن الاثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"و كان موته يوم الاثنين لثنتي عشرة ليلة خلت من ربيع الاول ."

اور آپ کی وفات سوموار کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ (الکامل فی التاریخ ۲/۱۸۲)

ابن رجب نے کہا: ''و کان وفاته ﷺ في يوم الاثنين في شهر ربيع الاول بغير خلاف .'' اورآپ ﷺ کی وفات بلا اختلاف سوموار کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ (لطائف المعارف ص ۲۱۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

'' و كانت وفاته يوم الاثنين بلا خلاف من شهر ربيع الاول و كاد يكون اجماعا.'' آپ ﷺ کی وفات بلا اختلاف بروز سوموار ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی اور یہ بات اجماع کے قریب قریب ہے۔ (فتح الباری ۸/۱۶۲)

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی وفات سوموار کے دن ماہِ ربیع الاول میں ہوئی۔ تاہم وہ ماہِ ربیع الاول کی کس تاریخ میں ہوئی؟ اس میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اس سلسلے میں چار اقوال بیان کئے ہیں:

(۱) یکم ربیع الاول

(۲) دو ربیع الاول

(۳) دس ربیع الاول

(۴) بارہ ربیع الاول۔

اور پھر آخر میں ''الروض الانف'' کے مؤلف ابوالقاسم سہیلی کے اس قول کا رد کیا ہے کہ سوموار بارہ ربیع الاول ۱۱ھ کو رسول اللہ ﷺ کا یوم وفات ہونا ناممکن ہے اور اسے ممکن ثابت کیا ہے نیز مشہور قول بھی اسے ہی قرار دیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۵/ ۳۵۸۔۳۶۱)

قدیم و جدید علماء کی اکثریت بلکہ جمہور علمائے کرام نے بھی اسی (بارہ ربیع الاول) کو یوم وفات قرار دیا ہے۔ جن میں محمد بن اسحاق، واقدی (البدایہ ۵/ ۳۶۰)، محمد بن سعد (طبقات ابن سعد ۱/ ۳۹۵) خلیفہ بن خیاط (تاریخ خلیفہ ص ۴۶) علامہ القضاعی (تاریخ القضاعی ص ۵۸) ابن حزم (جوامع السیرہ ص ۲۶۵) ابن الجوزی (الوفاء ۲/ ۷۸۹) جمال الدین المزی (تہذیب الکمال ۱/ ۴۱) ابن عبد البر (الاستیعاب ۱/ ۱۴۷) ابن الاثیر

(الکامل ۱/ ۳۵۷) ابن حبان (السیرۃ النبوۃ ۱/ ۴۰۰) علامہ النووی (تہذیب الاسماء واللغات ۱/ ۳۰) حافظ الذہبی (العبر ۱/ ۲)

اسی طرح المسعودی (مروج الذہب ۲/ ۲۱۲) اکبر شاہ نجیب آبادی (تاریخ اسلام ۱/ ۲۰۳) معین الدین ندوی (تاریخ اسلام ۱/ ۱۰۰) قاضی سلیمان منصور پوری (رحمۃ للعالمین ۱/ ۲۴۶) حسن بن عمر الادیب (المقتضی فی سیرۃ المصطفیٰ ص ۸۵) شیخ عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب (مختصر سیرۃ الرسول ص ۲۳۶۷) علامہ محمد ہاشم سندھی (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۳۹۵) عبدالقدوس ہاشمی (مقدمہ تقویم تاریخی) اور مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری وغیرہم بھی یوم وفات بارہ ربیع الاول ہی بتاتے ہیں۔

فرقہ بریلویہ کے بانی احمد رضا خان نے بھی لکھا ہے کہ نبی ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے۔ (ملفوظات ۲/ ۱۹۸)

ولادت ووفات ایک ہی مہینے میں جمع ہونے میں حکمت:

پیارے پیغمبر علیہ السلام کی ولادت اور وفات مختلف قسم کے یہ دونوں واقعات کوئی معمولی حیثیت کے حامل نہیں۔ یقیناً آپ کی ولادت سے بڑھ کر کوئی واقعہ سرور اور وفات سے بڑھ کر کوئی واقعہ حزن کا نہیں۔ لیکن رب العالمین کی حکمت بالغہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ مختلف نوعیت کے یہ دونوں واقعات یعنی ولادت (خوشی) اور وفات (غمی) ایک ہی مہینے میں جمع فرما دیئے۔ اس میں کیا حکمتیں ہیں؟ کیا کیا راز ہیں؟ انھیں وہ خود ہی جانتا ہے۔ تاہم بظاہر ایک چیز جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اس مہینے میں آپ کی ولادت کی وجہ سے نہ تو "یوم العید" (خوشی کا دن) منائے، اور نہ "یوم الحزن" (غمی کا دن) منائے، کیونکہ اگر کوئی اسے یوم العید بنانا چاہے تو آپ کی وفات کا خیال اس خوشی میں رکاوٹ ہوگا اور اگر کوئی یوم الحزن منانا چاہے تو ولادت کا خیال اس رنج والم میں حائل ہوگا۔ واللہ اعلم

ماہِ ربیع الاول کی جعلی اور بناوٹی نمازیں:

بعض الناس نے لکھا ہے:

☆ ”جو کوئی اس مہینے کی پہلی شب اور پہلے دن دو رکعت نفل نماز رات کے وقت اور دو رکعت نفل نماز دن کے وقت اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو پروردگا عالم اس کو سات سو برس کی عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا۔

جو کوئی ربیع الاول کی پہلی شب نماز عشاء کے بعد سولہ رکعت نفل نماز دو دو رکعت کر کے اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ جب تمام نوافل ادا کرے تو نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ قبلہ رخ بیٹھے بیٹھے ایک ہزار مرتبہ درودِ پاک پڑھے:

”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِی الْاُمِّیِّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ“ پڑھنے کے بعد باوضو حالت میں ہی پاک صاف بستر پر بغیر کسی سے کوئی کلام کیے سو جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوگا۔“

☆ ”ربیع الاول کی دوسری شب نماز مغرب کے بعد دو رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد گیارہ بار یہ درود پاک پڑھے:

”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.“

پھر بارگاہِ الٰہی میں اپنے مقصد و مطلب کے حصول کے لئے دعا مانگے۔ جو بھی جائز دعا مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔“

☆ ”اس ماہ کی تیسری شب کو نماز عشاء کے بعد چار رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھنے چاہیے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور تین تین بار سورۂ طٰہٰ و سورۂ یٰسین پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد ان نوافل کا ثواب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں تحفتاً و ہدیۃً پیش کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دینی و دنیاوی حاجات پوری

ہوں گی۔"

☆ "بارہ ربیع الاول کو نماز ظہر کے بعد بیس رکعت نفل دو دو رکعت کر کے اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اکیس اکیس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ نماز پڑھنے کے بعد اس کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ کے طور پر پیش کرے۔"

☆ "جو کوئی ربیع الاول کی اکیس تاریخ کو دو رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار سورۂ مزمل پڑھے اور سلام پھیرتے ہی سجدہ ریز ہو جائے۔ تین مرتبہ یہ دعا نہایت توجہ و خلوص سے پڑھے:

"يَا غَفُوْرُ تَغَفَّرْتَ بِالْغُفْرِ وَ الْغُفْرُ فِيْ غُفْرِكَ يَا غَفُوْرُ."

اس کے بعد جو بھی جائز دعا صدقِ دل سے مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔"

(بارہ مہینوں کی نفلی عبادات ص ۳۴ تا ۳۵)

جائزہ: ماہ ربیع الاول کے حوالے سے بیان کی جانے والی مذکورہ تمام نمازیں اور ان کی فضیلتیں سب من گھڑت اور جعلی ہیں۔ شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں، لہٰذا انھیں ادا کرنا بدعت ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ "بارہ مہینوں کی نفلی عبادات" کے مؤلف نے یہ سب کہاں کہاں سے اکٹھی کر کے اپنی کتاب کی "زینت" بنائی ہیں؟ کیا ان کے من گھڑت، بناوٹی اور جعلی ہونے کے لئے یہی کافی نہیں کہ خود موصوف بھی انھیں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے سے کنی کترا رہے ہیں۔ حدیث کی معتبر کتاب تو کجا کسی عام کتاب کا بھی حوالہ نہیں دیا۔

یہاں یاد رہے کہ دین اسلام آج سے چودہ سو سال قبل سیدنا محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر پورا ہو چکا ہے۔ اب اس میں اپنی طرف سے کمی بیشی کرنے کی کسی کو اجازت نہیں، خواہ وہ ولایت کے کتنے ہی اونچے درجے پر فائز کیوں نہ ہو۔

(اسلامی مہینے اور ان کا تعارف ص ۱۴۶۔۱۵۱، ملخصاً و مع التصرف)

قاری ذکاء اللہ حافظ آبادی

اعترافِ حقیقت (قسط نمبر ۱)

اپنے آپ کو حنفی کہنے کہلانے والے علماء (دیوبندی ہوں یا بریلوی) وہ اس بات پر مصر ہیں کہ مسلک اہلِ حدیث کے لوگ جن مسائل پر عامل ہیں، وہ کتاب وسنت سے ثابت نہیں۔ بعض مسائل کا تقلید کی آڑ میں آ کر سرے سے انکار ہی کر دیا، بعض کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ یہ اجماع امت کے خلاف ہیں اور بعض کے متعلق یہ عقیدہ ایجاد کر لیا کہ یہ منسوخ ہو چکے ہیں۔ درحقیقت اصل مقصود چونکہ کتاب وسنت کا انکار ہے اس لئے مختلف انواع کے حیلے وضع کئے اور بایں وجہ احکاماتِ شریعت سے پہلوتہی کر لی اور ستم بالائے ستم یہ کہ یہ دعویٰ بھی کر دیا:

''فقہ حنفی کتاب وسنت کے عین مطابق ہے۔'' !

محترم قارئین! جماعت اہلِ حدیث ہی وہ جماعت ہے، جس نے کتاب وسنت کو حقیقی معنوں میں اپنے دامن سے لگایا اور اہلِ حدیث کے تمام مسائل ادلۂ شرعیہ سے ثابت ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ اکابر احناف نے بھی مسلک اہلِ حدیث کے مسائل کا اعتراف کیا اور انھیں ہی حق مانا جو کہ آج کے مدعیانِ حنفیت کے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے، لہٰذا وہ ہٹ دھرمی اور ضد بازی کے بازار میں داخل نہ ہوں بلکہ اپنے اکابر کی طرح مسلک اہلِ حدیث کی حقانیت کا اعتراف کریں اور اپنی زندگی کے شب وروز میں اسے اپنا دستور وقانون بنائیں۔

مسئلہ رفع الیدین اور آمین بالجہر کا ثبوت

احناف (یا حنفیت کی طرف منسوب علماء) کی کتابوں سے

دلیل نمبر (۱)　شاہ عبدالقادر دہلوی:

''مفتی'' محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

''فرمایا کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید دہلویؒ نے بعض حنفیوں کے غلو کو دیکھ کر خود جہر آمین

اور رفع الیدین شروع کر دیا حضرت شاہ عبد القادرؒ نے ان سے فرمایا کہ جہر آمین اور رفع الیدین بلا شبہ سنت سے ثابت ہیں اور بہت سے آئمہ مجتہدین کا اس پر عمل ہے اگر اس پر کوئی عمل کرے تو فی نفسہ کوئی مضائقہ نہیں لیکن جہاں سب لوگ حنفی ہوں وہاں اس عمل سے لوگوں کو خواہ مخواہ تشویش ہوتی ہے جس سے بچنا بہتر ہے''

(مجالس حکیم الامت ۸/ ۶۸ تحریر و ترتیب مفتی محمد شفیع طبع دارالاشاعت کراچی)

تبصرہ: شاہ عبد القادر کے مذکورہ کلام سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱: آمین بالجہر اور رفع یدین بغیر کسی شک و شبہ کے سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

۲: بہت سے ائمہ مجتہدین کا اس پر عمل ہے۔

۳: اگر کوئی آدمی ان پر عمل کرے تو فی نفسہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اب ہمارے گزارش ہے کہ ایک مسئلہ جو سنت رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہو، ائمہ مجتہدین کا بھی اس پر عمل ہو اور فی نفسہ کرنے میں کچھ مضائقہ بھی نہ ہو تو کیا فقط لوگوں کے ڈر کی وجہ سے اس سنتِ رسول اللہ ﷺ کو ترک کر دیا جائے گا۔ منکرینِ حدیث کہاں چاہتے ہیں کہ فرامین رسول اللہ ﷺ پر عمل ہو؟ اس لئے ماحول خواہ کیسا ہو، انسان کو عامل بالحدیث ہونا چاہئے۔

دلیل نمبر (۲) حاجی امداد اللہ ''مہاجر'' مکی: اشرف علی تھانوی دیوبندی نے کہا:

''فرمایا ہمارے مرشد حضرت حاجی صاحب نہایت رحیم کریم اور حکیم و محقق تھے۔ ایک غیر مقلد نے بیعت کی درخواست کی اور یہ شرط لگائی کہ میں غیر مقلد ہی رہوں گا۔ آپ نے غایت رحمت سے قبول فرمایا اور اس کو بیعت سے مشرف کیا اور یہ فرمایا کہ تم اپنے ہی طریقہ پر رہو۔ مگر آئندہ مسئلہ غیر مقلد سے مت پوچھنا اس کی یہ حالت ہوئی کہ خود بخود عشاء تک رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ سب ترک کر دیا حضرت صاحب کو خبر ہوئی فرمایا بھائی میری وجہ سے سنت پر عمل کرنا ترک مت کرو۔ میں فعل رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کو منع نہیں کرتا۔ جبکہ محبت کے باعث تم کرتے ہو البتہ تمھاری تحقیق ہی بدل جائے وہ اور بات ہے۔

سبحان اللہ کیا تعلیم و تحقیق کی شان تھی کہ مشائخ میں اسکی نظیر نہیں''

(ملفوظات حکیم الامت ۱۲/ ۶۵،ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

تبصرہ: اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حاجی امداد اللہ صاحب کے نزدیک بھی رفع یدین اور آمین بالجہر سنتِ رسول اللہ ﷺ ہیں۔اس قدر واشگاف اعتراف حقیقت کے باوجود نہ جانے کونسی چیز ہے جو حاجی صاحب کو سنتِ رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے سے مانع تھی؟

تنبیہ: یاد رہے کہ جس طرح دیوبندی لوگ حاجی امداد اللہ کو اپنا پیر و مرشد مانتے ہیں بعینہ اسی طرح بریلوی بھی اسے اپنا پیر و مرشد مانتے ہیں،یعنی دیوبندی اور بریلوی دونوں کے پیر و مرشد سے ثابت ہو گیا کہ رفع الیدین اور آمین بالجہر سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔

حاجی امداد اللہ بریلویوں کے مُسلَّمہ پیر و مرشد

۱: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی بریلوی نے لکھا ہے:''حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ ان دنوں ہندوستان کے اکابر علماء کرام میں شمار ہوتے تھے''

(عرض ناشر الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ص ۱۱،مکتبہ نبویہ)

۲: اقبال احمد فاروقی نے مزید لکھا ہے:''اس اختلافی فضا کو صاف کرنے کیلئے حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' لکھا مگر ان کی کوششیں کامیاب نہ ہوسکیں اور علمائے دین دو واضح گروپوں میں تقسیم ہو گئے۔''

(عرض ناشر الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ص ۱۱،مکتبہ نبویہ)

۳: ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری لکھتے ہیں:''امام احمد رضا کے معاصرین میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا رحمٰن علی اپنی فارسی تصنیف تذکرہ علماء ہند میں امام احمد رضا کے حالات میں لکھتے ہیں'' (افتتاحیہ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ ص ۱۹،مکتبہ نبویہ)

ان تینوں حوالوں سے معلوم ہوا کہ حاجی امداد اللہ''مہاجر مکی'' بریلویت کے''ثقہ پیر و مرشد'' تھے، ورنہ بطورِ حجت انھیں اپنی کتاب میں شامل نہ کرتے اور رحمۃ اللہ علیہ نہ لکھتے،

کیونکہ اگر فقط دیوبندیت کا پیر حاجی امداد اللہ کو سمجھ لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ جس طرح دیگر دیوبندی علماء پر بریلویوں نے تکفیر و تردید کی بارش کی ہے۔ان پر بھی فتویٰ تکفیر و تردید کا لگاتے لیکن ایسا نہیں کیا، جبکہ عقائد تو تمام دیوبندی علماء کے متفق ہیں۔

نیز یہ بھی یاد رہے کہ پیر مہر علی شاہ جنھیں مسلک رضویت میں بڑا مقام حاصل ہے، وہ حاجی امداد اللہ کے مرید تھے اور انوار ساطعہ کے مصنف عبدالسمیع رامپوری بریلوی بھی حاجی امداد اللہ کے شاگرد تھے۔

دلیل نمبر (۳) اشرف علی تھانوی دیوبندی: اشرف علی تھانوی دیوبندی نے کہا:

''غیر مقلدوں سے یہ شرط بھی کر لیتا ہوں کہ جہاں فتنہ ہو وہاں آمین بالجہر اور رفع یدین نہ کرنا کیونکہ یہ محض مستحبات ہیں'' (ملفوظات حکیم الامت ۱۸/ ۲۵۸،ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

تبصرہ: اشرف علی تھانوی دیوبندی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ آمین بالجہر اور رفع الیدین کرنا یہ مستحب ہیں، فتنہ والی جگہ میں نہ کرنا چاہئے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس فتنہ سے مراد کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس فتنہ سے مراد فتنہ دیوبندیت و بریلویت ہی ہوسکتا ہے۔ وہ بریلویت کی صورت میں ہو یا دیوبندیت کی صورت میں کیونکہ یہی وہ فتنہ ہے جسے نبی ﷺ کی سنت مبارکہ سے بغض اور چڑ ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مخالفین لاکھوں پیدا ہو جائیں اور مخالفت کریں نبی کریم ﷺ کی سنت کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔آلِ تقلید کا فتنہ اسے پسند کرے یا نہ کرے۔

دلیل نمبر (۴) اشرف علی تھانوی دیوبندی نے کہا: ''آمین بالجہر بیشک سنت ہے''

(ملفوظات حکیم الامت ۵/ ۱۵۱)

تبصرہ: دیوبندیوں کے ''حکیم الامت'' اشرف علی تھانوی دیوبندی کو اس بات کا اعتراف ہے کہ آمین بالجہر سنت ہے لیکن ساری زندگی اس سنتِ رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے سے قاصر رہے۔

دلیل نمبر (۵) ''جواز آمین بالجہر'' یہ عنوان قائم کرنے کے بعد اس سوال ''آمین بالجہر کہنا

جائز ہے یا نہیں'' کا جواب دیتے ہوئے اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:
''الجواب جائز ہے جیسا بالسر بھی جائز ہے'' آگے مزید (جواز رفع الیدین) یہ عنوان قائم کرنے کے بعد اس سوال ''رفع الیدین فی الصلوٰۃ جائز ہے یا نہیں'' کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں ''الجواب جائز ہے جیسا کہ عدم رفع بھی جائز ہے''

(امداد الفتاویٰ از اشرف علی تھانوی ۱/ ۱۴۸، بترتیب جدید مفتی محمد شفیع مطبوعہ مکتبہ دار العلوم کراچی)

دلیل نمبر (۶) محمود حسن دیوبندی: محمود حسن دیوبندی لکھتے ہیں:
''رفع یدین روایات کثیرہ سے ثابت ہے اور اس میں شک نہیں کہ آپ نے رفع یدین بھی کیا ہے اور نہیں بھی کیا۔'' (تقاریر شیخ الہند ص ۳۴)

تبصرہ: محمود حسن دیوبندی کے اس کلام سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱: رفع یدین روایات کثیرہ سے ثابت ہے۔

تنبیہ: بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو یہ اعترافِ حقیقت کہ رفع یدین روایات کثیرہ سے ثابت ہے جبکہ دوسری طرف یہ حالت کہ نبی مکرم ﷺ کی اس پیاری سنت کا انکار کرنے کے لئے دن رات ناپاک کوششیں ہو رہی ہیں۔

۲: نبی کریم ﷺ نے رفع الیدین کیا ہے۔

۳: نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں بھی کیا۔

کیا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''رفع الیدین بھی کیا، نہیں بھی کیا''

محمود حسن دیوبندی نے یہ ایک ایسی بات کہی ہے کہ اس کے ثبوت کے لئے تمام آلِ تقلید ایک صحیح حدیث بھی پیش کرنے سے عاجز ہیں، لہٰذا محمود حسن دیوبندی کی یہ بات ''نہیں بھی کیا'' فقط ایک دعویٰ ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہے۔

دلیل نمبر (۷) محمود حسن دیوبندی نے مزید کہا: ''افسوس ہے کہ رفع یدین میں باجود کثرت احادیث صریحہ کے امام صاحب کی آڑ پکڑیں اور کہیں کہ ہمارے امام کا مذہب نہیں اور اگر کسی غیر مقلد کو رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھ لیں تو اخراج من المسجد کا حکم دیں تاکہ

پاس والوں کی نماز خراب نہ ہو، اور اس مسئلہ میں امام صاحب کی بات نہ مانیں اور ادھر اُدھر کی باتیں بنائیں اور حدیث کا بہانہ لیں، حالانکہ حدیث میں نہ صراحت ہے نہ پوری تائید۔" (تقاریر حضرت شیخ الہند ص ۵۸۔۵۹، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

تبصرہ: انسان جس طرح مرضی چاہے کتمان حق کی ناکام سعی کرے تاہم حق کا ظہور ہو ہی جاتا ہے۔ محمود حسن دیوبندی کے درج بالا کلام سے معلوم ہوا کہ مسئلہ رفع الیدین کے اثبات میں احادیث کثیرہ ہیں اور ہیں بھی صریح۔

آلِ دیوبند کو ان کے گھر سے چیلنج

۱: اب کسی مدعیٔ حنفیت کو لائق نہیں کہ وہ کہے: اثبات رفع الیدین کی احادیث غیر صریح ہیں۔ بلکہ ماننا پڑے گا کہ مسئلہ رفع الیدین میں احادیث کثیرہ بھی ہیں اور صریحہ بھی۔

۲: احناف کا موقف "ترک رفع الیدین" یہ احادیث کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ابوحنیفہؒ کی تقلید کی وجہ سے ہے، ورنہ تو احادیث نبویہ ﷺ رفع یدین پر بین طور پر دلالت کر رہی ہیں۔

۳: مدعیانِ حنفیت میں عاملین بالحدیث کے متعلق حد درجہ تعصب پایا جاتا ہے، جیسا کہ محمود حسن دیوبندی کی بات سے ظاہر ہے کہ حنفیہ رفع الیدین کرنے والوں کے بارے میں اخراج من المسجد کا حکم دیتے ہیں۔

۴: محمود حسن دیوبندی صاحب اس بات پر مصر ہیں کہ لوگوں کو نہ تو حدیث رسول ﷺ کا بہانہ بنانا چاہیے اور نہ ادھر اُدھر کی باتیں بلکہ صرف ابوحنیفہ کی تقلید کرنی چاہیے۔

اللہ معاف کرے کس طرح دلوں میں فرامینِ رسول ﷺ کے بارے میں حد درجہ کا بغض رکھتے ہیں یہ لوگ۔!

دلیل نمبر (۸) محمود حسن دیوبندی نے لکھا ہے: "جاننا چاہیے کہ ثبوت رفع یدین فی وقت مابین کسی کو کلام نہیں اور اس بارے میں احادیث بکثرت موجود ہیں"

(ایضاح الادلہ از افادات محمود حسن دیوبندی ص ۱۹، ناشر ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی)

دلیل نمبر(۹) ایک دوسری جگہ بایں الفاظ اعترافِ حقیقت کیا ہے: ''اس مقدمہ مسلمہ کے بعد جو ہم احادیث رفع کو دیکھتے ہیں تو ثبوت محض کے سوا کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا''

(ایضاح الادلہ از افادات محمود حسن دیوبندی ص ۲۰)

تبصرہ: رفع یدین کے ثبوت میں کسی کو کچھ کلام نہیں یعنی سب مانتے ہیں کہ رفع یدین ثابت ہے، کیونکہ اس بارے میں احادیث بکثرت موجود ہیں ۔ یہ اعتراف کیا ہے محمود حسن دیوبندی تقلیدی نے اوراب آلِ دیوبند کو چاہئے کہ تقلیدی پٹے کو گردن سے اتاریں اور فرامین رسول اللہ ﷺ کو دامن سے لگائیں تا کہ عذاب الٰہی سے نجات کے مستحق ٹھہر سکیں۔

دلیل نمبر(۱۰) انور شاہ کشمیری: انور شاہ کشمیری دیوبندی نے کہا: ''**و أما السلف الصالحون فإلى الطرفين و الأكثر هو الاخفاء عند السلف ذكره في الجوهر النقي ج۱ص۱۳۲ عن ابن جرير الطبري . فكان هو السنة والجهر جائزًا غير سنة**'' اور سلف صالحین دونوں طرف گئے ہیں (یعنی آمین بالجہر اور اخفاء میں) تاہم اکثر سلف صالحین کے نزدیک آمین بالاخفاء ہے۔ جیسے الجوہر النقی ج۱ص۱۳۲ میں ابن جریر طبری سے ذکر کیا گیا، پس یہ (موقف) سنت ہے اور آمین بالجہر جائز تو ہے لیکن سنت نہیں ہے۔ (جامع الترمذی مع العرف الشذی ۱/۱۶۱، درسی نسخہ مکتبہ رحمانیہ)

تبصرہ: کشمیری صاحب نے یہ تو مان لیا کہ آمین بالجہر جائز ہے لیکن یہ نہیں مانا کہ یہ سنت ہے، میرا کشمیری صاحب کے دیوبندی ورثاء سے سوال ہے کہ اگر آمین بالجہر سنت نہیں تو جواز کا فتویٰ کہاں سے اخذ کر لیا؟ جواب دیں۔ صحیح بات کیوں نہیں کہتے کہ اصل قصور احادیثِ رسول اللہ ﷺ کا انکار کرنا ہے، وگرنہ آمین بالجہر کے سنت ہونے میں کچھ شک نہیں اور اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں۔ راوئ حدیث سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''**سمعت النبي** ﷺ'' میں نے نبی ﷺ کو سنا۔

اگر آپ ﷺ نے آمین بالجہر نہیں کہی تھی تو وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کیسے سن لیا؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے آمین بالجہر ہی کہی تھی۔ یہ عمل آپ ﷺ کی سنت ہے، اس لئے

کشمیری صاحب کا آمین بالجہر کی عدم سنت کے بارے میں فتویٰ دینا درست نہیں ہے۔

دلیل نمبر (۱۱) دوسرے مقام پر اعترافِ حقیقت کرتے ہوئے انور شاہ کشمیری نے کہا:

" و ایضًا نقول ان جهره علیه السلام کان لتعلیم لما فی ابی داود ص ۱۴۲) حتی یسمع من یلیه من الصف الاول بطریق بشر بن رافع و هو متکلم فیه و قد ثبت الجهر بالادعیة للتعلیم لما روینا فی ما سبق" اوراسی طرح ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا آمین بالجہر کہنا وہ تعلیم کے لئے تھا، جیسا کہ سنن ابی داود (ص ۱۴۱) میں ہے، یہاں تک کہ ان لوگوں نے (آمین بالجہر) کو سن لیا جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پہلی صف میں تھے۔ یہ بشر بن رافع کی سند سے ہے اور وہ متکلم فیہ ہے اور دعاؤں کے موقع پر آمین بالجہر کہنا تعلیم کے لئے ثابت ہے، جیسا کہ ہم نے گزشتہ اوراق میں بیان کیا ہے۔ (الجامع للترمذی مع العرف الشذی ۱/۱۶۲، درسی نسخہ مکتبہ رحمانیہ)

تبصرہ: گھر سے نکلے تھے کچھ لینے کے لئے اور اپنا بھی سب کچھ لٹا بیٹھے۔

تردید کرنا تھی آمین بالجہر فی الصلوٰۃ کی، وہ تو کر نہ سکے، بلکہ ماننا پڑا کہ آپ علیہ السلام نے آمین بالجہر کہی ہے اور دعا کے موقع پر آمین پر بالجہر کا اثبات بھی کر دیا۔

یاد رہے کہ کشمیری صاحب کا یہ کہنا کہ آمین بالجہر نبی کریم ﷺ نے تعلیم کے لئے کہی تھی اس سے اصحاب رسول اللہ ﷺ پر جرح آتی ہے اور فرامین رسول اللہ ﷺ کے اصلی معانی کا انکار بھی لازم آتا ہے، اس لئے علمائے تقلید کو کچھ ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔!

دلیل نمبر (۱۲) احمد علی سہارنپوری: (سیدنا) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پر احمد علی سہارنپوری نے تعلیق لگاتے ہوئے لکھا: " قوله مدبها صوته ای بکلمة آمین یحتمل الجهر لها. و یحتمل مد الالف علی اللغة الفصیح و الظاهر هو الاول بقرینة الروایات الآتی إلا فی بعضها یرفع صوته هذا صریح فی معنی الجهر و فی روایة ابن ماجه حتی یسمعها الصف الاول فیرتج بها المسجد و فی بعضها یسمع من کان فی الصف الاول رواه ابو داود ابن ماجه "

آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان کہ اس کیساتھ اپنی آواز کو کھینچتے یعنی کلمہ آمین کیساتھ (اس حدیث میں) کلمہ آمین کہنے کا احتمال بھی ہے اور الف کو لمبا کر کے پڑھنے کا بھی فصیح لغت کے مطابق تاہم دوسری روایات کے قرینہ کی وجہ سے پہلا معنی (آمین بالجہر) ہی ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اپنی آواز کو بلند کرے (یہ حدیث آمین بالجہر کے) معنی میں صریح ہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں ہے یہاں تک کہ اس (کلمہ آمین) کو پہلی صف والے سن لیتے اور اس کی وجہ سے مسجد گونجنے لگتی، اور بعض روایات میں ہے (آمین) کو وہ لوگ سن لیتے جو پہلی صف میں موجود ہوتے اسے ابوداود اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح ۱/۸۰، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی درسی نسخہ)

تبصرہ: احمد علی سہارنپوری تقلیدی نے حدیث نبوی: ''مد بھا صوتہ'' سے بھی آمین بالجہر کا استدلال کیا اور اسی طرح دیگر روایات بھی بیان فرمائیں۔ اب اس قدر توضیح کے بعد کسی دیوبندی کو فرار کی راہ اختیار کرنا زیب نہیں دیتا۔ اگر سہارنپوری نے جو کچھ لکھا ہے یہ حق ہے تو پھر آلِ دیوبند پر واجب ہے کہ اس حقیقت کو مانیں اور اس پر عمل کریں۔ ورنہ کہہ دیں کہ سہارنپوری نے جو کچھ لکھا ہے یہ جھوٹ ہے۔

دلیل نمبر (۱۳) محمد شوکت علی سیالوی: محمد شوکت علی سیالوی بریلوی نے لکھا ہے:

''اب غور فرمایئے کہ اس حدیث اور آپ کی پیش کردہ احادیث میں تعارض واقع ہو رہا ہے۔ ایک حدیث رفع یدین من الرسول علیہ السلام ثابت کرتی ہے اور دوسری حدیث اس کی مخالفت کرتی ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ جب دو احادیث میں تعارض آجائے تو اس کو رفع کیسے کیا جاتا ہے، اس کی تین صورتیں ہیں۔ نمبر۱ دونوں احادیث کو ترک کردیا جائے۔ نمبر۲ ایک پر عمل کیا جائے اور دوسری کو ترک کردیا جائے۔ نمبر۳ دونوں احادیث میں اس طرح تطبیق پیدا کی جائے کہ بیک وقت دونوں پر عمل ہو سکے اور کسی کا بھی ترک لازم نہ آئے۔ تیسری صورت نہایت موزوں اور بہتر ہے۔ اور اسی پر اہلسنت و جماعت کا عمل ہے۔'' (غیر مقلدوں کا علمی محاسبہ ص۹۴۲، مرتبہ محمد نعیم اللہ خان قادری)

دلیل نمبر (۱۴) محمد شوکت علی سیالوی بریلوی نے لکھا ہے: ''اہلسنت دونوں احادیث مبارکہ پر عمل پیرا ہیں'' (غیر مقلدین کا علمی محاسبہ ص ۹۹۲)

دلیل نمبر (۱۵) محمد شوکت علی سیالوی بریلوی نے لکھا ہے: ''آپ حضرات ایک حدیث کو ترک کر دیتے ہیں اور ایک پر عمل کرتے ہیں جب کہ احناف دونوں احادیث کو درست قرار دیتے ہیں۔ جو کہ حنفی مسلک کی جامعیت کی دلیل ہے۔'' (غیر مقلدوں کا علمی محاسبہ ص ۹۹۳)

تبصرہ: محمد شوکت علی سیالوی بریلوی کی درج بالا عبارات سے چند باتیں معلوم ہوئی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱: بقولِ سیالوی احادیث اثبات رفع الیدین اور ترک رفع یدین میں تعارض ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جب احادیث اثبات و ترک رفع الیدین میں تعارض ہے تو پھر یہ اصول ان کے عقل میں کیوں نہیں آتا: **المثبت مقدم علی النفی**

ویسے یہ لوگ اصول اصول کی رٹ لگاتے ہیں لیکن اپنے مفادات کی خاطر سب اصول ختم کر دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ سیالوی کا یہاں دعویٰ تعارض بالکل باطل و مردود ہے۔

۲: رفع تعارض کی تین صورتیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات بھی بالکل غلط ہے کیوں کہ رفع تعارض کی صورتیں تین سے زائد بھی ثابت ہیں تفصیل کے لئے کتبِ اصول کی مراجعت فرمائیں۔

۳: رفع تعارض کی تیسری صورت نہایت موزوں اور بہتر ہے اور اہلسنت والجماعت کا عمل بھی اسی پر ہے، دلیل نمبر ۱۴ کا مفہوم بھی تقریباً یہی ہے۔

محمد شوکت علی سیالوی بریلوی نے مان لیا کہ ہم دونوں احادیث پر عمل کرتے ہیں، یعنی احادیث اثبات رفع الیدین پر بھی اور ترک رفع الیدین پر بھی۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپ رفع الیدین کرتے ہیں تو پھر نفی کرنے کے لئے اتنے اوراق سیاہ کیوں کیے؟ لیکن محترم قارئین آپ کو علم ہے کہ بریلوی لوگ کہاں رفع الیدین کرتے ہیں، اصل میں لوگوں کو احادیث رسول ﷺ کے اصل مفہوم سے نا آشنا کرنا مقصود ہے۔

۴: پھر سیالوی بریلوی کی عبارت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث اثبات رفع الیدین فی الصلوٰۃ درست ہیں یعنی صحیح ہیں ضعیف نہیں۔ جیسا کہ دلیل نمبر (۱۵) سے ظاہر ہو رہا ہے۔ مزید یہ کہ احادیث اثبات رفع الیدین فی الصلوٰۃ کو درست قرار دینا یہ مسلک ''حنفیت'' کی جامعیت کی دلیل ہے۔ میری تمام علمائے بریلویہ سے گزارش ہے کہ جب نماز میں رفع الیدین کرنے کی احادیث صحیح ہیں، اور واقعی ہیں، جیسا کہ آپ نے بھی مانا ہے تو پھر نبی مکرم ﷺ کی اس سنت عظیمہ کے ساتھ اور جو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں ان کے خلاف حسد و بغض وعناد، بدزبانی کا ارتکاب کیوں کرتے ہو؟ بلکہ عقیدے کی اصلاح کے ساتھ ساتھ، رفع الیدین کر کے اپنی نمازوں کو سنت رسول ﷺ کے مطابق بناؤ۔

مسلک ''حنفیت'' کی جامعیت کی حقیقت

محمد شوکت علی سیالوی بریلوی نے کہا ہے کہ احناف دونوں احادیث کو درست (یعنی صحیح) قرار دیتے ہیں جو کہ

ا: (یعنی احادیث اثبات وترک رفع الیدین) حنفی مسلک کی جامعیت کی دلیل ہے۔ حنفیت کی جامعیت کا حقیقت کے ساتھ کتنا تعلق ہے اور یہ اپنے اس دعویٰ میں کہاں تک صادق ہیں؟ اس بات کا اندازہ آپ درج ذیل بات سے لگا سکتے ہیں:

محمد شوکت علی سیالوی بریلوی نے لکھا ہے: ''ہر حال مخالفین کی پیش کردہ دلیل دوم انتہائی کمزور اور نا قابل قبول ہے کیوں کہ یہ حدیث موضوع ہے'' (غیر مقلدوں کا علمی محاسبہ ص ۹۹۶)

محترم قارئین! آپ نے دیکھا کہ سیالوی بریلوی نے کس قدر بڑی کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے، ایک طرف یہ دعویٰ کیا ہے کہ نماز میں رفع الیدین کرنے کی احادیث صحیح ہیں جبکہ دوسری طرف اپنے دعویٰ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انھیں احادیث کو ضعیف بلکہ موضوع قرار دے دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے کذبات وتناقضات سے محفوظ فرمائے۔

دلیل نمبر (۱۶) محمد شوکت علی سیالوی بریلوی نے لکھا ہے: ''ہم کب کہتے ہیں کہ امام

الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین نہیں کیا تھا۔ بے شک حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے رفع یدین کیا تھا: مگر ایک خاص مدت تک اس کے بعد آپ ﷺ نے ترک فرما دیا۔''

(غیر مقلدوں کا علمی محاسبہ ص ۹۹۷)

تبصرہ: شوکت سیالوی بریلوی نے بغیر کسی چوں چرا کے مان لیا کہ نبی مکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے نماز میں رفع الیدین کیا ہے۔ بس تھوڑی سی خلش باقی رہ گئی ہے، وہ یہ کہ نبی مکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے خاص مدت کے لئے رفع الیدین کیا تھا پھر بعد میں ترک فرمایا۔ اب میرا جمیع علماء بریلویہ سے سوال ہے کہ وہ اُس سال، مہینے، ہفتے، دن اور وقت کی تفصیل بیان فرما دیں، جب نبی کریم ﷺ نے رفع الیدین کو ترک فرما دیا تھا، لیکن ان شاء اللہ قیامت تو قائم تو ہو سکتی ہے علماء بریلویہ اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ جب اس سوال کا جواب علمائے بریلویہ نہیں دے سکتے اور واقعی نہیں دے سکتے تو پھر سیدھی راہ کی طرف آئیں اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کریں۔

دلیل نمبر (۱۷) محمد شوکت علی سیالوی بریلوی نے لکھا ہے: ''وقتی رفع یدین کے تو ہم بھی قائل ہیں کہ رفع یدین حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک خاص مدت کیا ہے لیکن سنت باقیہ تو تب ہی ہو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تمام زندگی رفع یدین کیا ہو''

(غیر مقلدین کا علمی محاسبہ ص ۹۳۸، مرتبہ محمد نعیم اللہ خان قادری)

تبصرہ: محمد شوکت علی سیالوی بریلوی نے یہاں اتنا اعتراف تو کر لیا کہ نبی مکرم ﷺ نے رفع الیدین کیا ہے اور یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ رفع الیدین سنت ہے، بس سنت باقیہ مانتے ہوئے انھیں کچھ شرم سی محسوس ہوتی ہے، چلو میں ان کی اس خلش کو بھی دور کر دیتا ہوں، جب صحیح احادیث سے نبی مکرم علیہ الصلاۃ والسلام سے رفع الیدین کا ترک، نسخ اور ممانعت ثابت نہیں ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ رفع الیدین کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت باقیہ بھی ہے اور سیالوی بریلوی کا اسے سنت غیر باقیہ قرار دینا درست نہیں ہے۔

دلیل نمبر (۱۸) انور شاہ کشمیری دیوبندی: انور شاہ کشمیری دیوبندی نے کہا:

"و قَدْ ثبَتَ الرفع والترك تواترًا لا يمكن لأحد انكار أحدهما و لكن تواتر العمل لا تواتر الاسناد" اوررفع الیدین (کا اثبات) اورترک تواتر کیساتھ ثابت ہے۔کسی کیلئے ان دونوں (رفع الیدین کا اثبات اورترک) میں سے کسی ایک کا انکار کرنا ممکن نہیں ہے لیکن یہ تواتر عملی ہے،تواتر اسنادی نہیں۔

(الجامع للترمذی مع العرف الشذی ۱/۱۶۴،درسی نسخہ مکتبہ رحمانیہ)

دلیل نمبر(۱۹) انورشاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا ہے:" و ليعلم أن الرفع متواتر إسنادًا و عملاً لا يشك فيه ولم ينسخ ولا حرف منه" جاننا چاہئے کہ بے شک رفع الیدین سنداً وعملاً تواتر سے ثابت ہے۔اس میں کوئی شک نہیں اور نہ منسوخ ہوا (بلکہ) اس کا ایک حرف (بھی) منسوخ نہیں ہوا۔ (نیل الفرقدین ص۲۲)

دلیل نمبر(۲۰) انورشاہ کشمیری دیوبندی نے تقریباً اسی مفہوم کو دوسرے مقام پر بایں الفاظ ادا کیا ہے،چنانچہ کشمیری صاحب نے لکھا ہے:"وَ اعْلَمْ ان الرفع متواتر اسنادًا وَ لم ينسخ منه وَ لا حرف و إنما بقى الكلام فى الأفضلية "اورتو جان لے کہ بے شک رفع الیدین سند اور عمل کے لحاظ سے تواتر (کے ساتھ ثابت ہے) اوراس میں سے کچھ (بھی) منسوخ نہیں، بلکہ ایک حرف بھی۔باقی کلام صرف افضلیت میں ہے۔

(فیض الباری علی صحیح البخاری،انورشاہ کشمیری ۲/ ۱۰۵،طبع مکتبہ محمد یعقوب)

تبصرہ: انورشاہ کشمیری دیوبندی کے کلام سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

۱: رفع الیدین سنداً وعملاً ثابت ہے۔

۲: اس کا ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہے...

وہ تقلیدی علماء جو رفع الیدین کی منسوخیت کے قائل ہیں،انھوں نے کشمیری صاحب کے خلاف بات کہی ہے،اب ان میں سے ایک کی بات کو غیر درست کہنا پڑے گا۔

۳: رفع الیدین کا انکار کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔

۴: رفع الیدین تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ [باقی آئندہ شمارے میں ان شاءاللہ]

حافظ زبیر علی زئی

فرقہ مسعودیہ اور اہل الحدیث (قسط نمبر ۱)

[بعض لوگ بشمول فرقہ مسعودیہ وخوارج یہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ ہمارا نام صرف مسلم یا مسلمین ہے اور دوسرے تمام نام (خواہ صفاتی نام ہوں یا القاب) رکھنا ناجائز ہے یا بہتر نہیں ہے۔ ہمارے اس تحقیقی مضمون میں ان لوگوں کا دلائل وفہمِ سلف صالحین کی روشنی میں بہترین رد ہے۔ والحمدللہ]

کراچی کے ایک نوزائیدہ فرقے نے کافی عرصے سے اہل الحدیث والآثار کے خلاف تکفیر وتبدیع اور طعن وتشنیع کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ چونکہ بعض ناسمجھ اشخاص کا اس فرقے کے دام ہم رنگ زمین سے متاثر ہونے کا خدشہ ہے، لہٰذا اس مضمون کو تفصیل ودلائل سے لکھا گیا ہے، تاکہ فرقہ مسعودیہ کے دعاوی باطلہ اور الزام تراشیوں کا دندان شکن جواب دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دینِ اسلام پر قائم رکھے اور **سُبُل الضلالة** (گمراہی کے راستوں) کے شیطان صفت داعیوں کے مغالطات سے بچائے۔ (آمین)

اہل الحدیث: محدثین کی جماعت کو اہل الحدیث کہا جاتا ہے، جس طرح مفسرین کی جماعت کو اہل التفسیر اور مورخین کی جماعت کو اہل التاریخ کہا جاتا ہے۔

دلیل (۱): صحیح بخاری کے مؤلف امام بخاری رحمہ اللہ نے ''جزء القراءۃ خلف الامام'' میں ص ۱۳ پر کہا: ''**ولا یحتج أهل الحديث بمثله**'' یعنی اس جیسے سے اہل الحدیث حجت نہیں پکڑتے۔ (نصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ للبخاری ص ۸۸ ح ۳۸)

بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اہلِ حدیث کو طائفۂ منصورہ (جنتی اور حق والی جماعت) قرار دیا ہے۔ (مسألۃ الاحتجاج بالشافعی ص ۴۷ وسندہ صحیح، تحقیقی مقالات ج ۱ ص ۱۶۱)

دلیل (۲): جامع ترمذی کے مؤلف امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجامع میں ج ۱ ص ۱۶ پر کہا: ''**و ابن لهيعة ضعيف عند أهل الحديث**''

یعنی ابن لہیعہ اہل الحدیث (حدیث والوں) کے نزدیک ضعیف ہے۔ (ح ۱۰)

تنبیہ: عبداللہ بن لہیعہ چونکہ اختلاط کی وجہ سے ضعیف تھے اور مدلس بھی تھے، لہٰذا اُن کی بیان کردہ روایت دو شرطوں کے ساتھ حسن لذاتہ ہوتی ہے:

۱: روایت اختلاط سے پہلے کی ہو۔ (دیکھئے میری کتاب: الفتح المبین ص ۷۷۔۷۸)

۲: روایت میں سماع کی تصریح ہو۔ (ایضاً ص ۷۷ رقم ۱۴۰/ ۵)

دلیل (۳): آج تک کسی مسلم عالم نے اس بات کا انکار نہیں کیا کہ ''أھل الحدیث'' سے مراد محدثین کی جماعت ہے، لہٰذا اس صفاتی نام اور نسب کے جائز ہونے پر اجماع ہے۔

اہلِ حدیث لقب وصفاتی نام کے صحیح ہونے پر پچاس حوالوں کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات (ج ا ص ۱۶۱۔۱۷۴)

دلیل (۴): امام مسلم نے بھی محدثین کو اہل الحدیث کہا۔

(صحیح مسلم مع النووی ج ا ص ۵۵، دوسرا نسخہ ج ا ص ۵، ۲۶)

امام مسلم رحمہ اللہ بذاتِ خود بھی اہلِ حدیث تھے جیسا کہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''و نحن لا نعني بأھل الحدیث المقتصرین علیٰ سماعه، أو کتابته أو روایته بل نعني بھم: کل من کان أحق بحفظه و معرفته و فھمه ظاھرًا و باطنًا و اتباعه باطنًا و ظاھرًا، و کذلك أھل القرآن.''

اہل الحدیث سے ہمارا مقصود وہ اشخاص نہیں ہیں جو صرف حدیث کے سماع، کتابت اور روایت پر اکتفا کرتے ہیں، بلکہ ہم اس نام سے ہر وہ شخص مراد لیتے ہیں جو حدیث کو یاد کرتا ہے، اسے اس کی زیادہ پہچان ہے اور اس کی ظاہری و باطنی طور پر زیادہ سمجھ رکھتا ہے اور ظاہری و باطنی طور پر اس کی زیادہ اتباع کرتا ہے۔

اہل القرآن سے بھی یہی حضرات مراد ہیں۔ (مجموع فتاویٰ ج ۴ ص ۹۵)

حافظ ابن تیمیہ کے نزدیک امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابویعلیٰ وغیرہم رحمہم اللہ سب اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے اور علماء میں سے کسی کے مقلد نہیں تھے۔

(دیکھئے مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰، تحقیقی مقالات ج ا ص ۱۶۸)

اہل الحدیث کی فضیلت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين حتى يأتيهم أمر الله وهم ظاهرون .)) یعنی میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کے پاس اللہ کا فیصلہ آ جائے گا اور وہ غالب ہوں گے۔

(صحیح بخاری: ۷۳۱۱، عن المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ میری امت کا ایک طائفہ یعنی گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا۔ (صحیح مسلم: ۱۹۲۰، دارالسلام: ۴۹۵۰)

یاد رہے کہ یہ برتری دلائل کے ساتھ بھی ہوگی۔

ا: مشہور ثقہ عالم احمد بن سنان رحمہ اللہ (م ۲۵۹ھ) نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا:

"هم أهل العلم و أصحاب الآثار"

(شرف اصحاب الحدیث للخطیب البغدادی ص ۲۷ رقم ۴۹ واسنادہ صحیح)

یعنی یہ اہلِ علم اور اصحاب الآثار ہیں۔

۲: دوسرے ثقہ امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (م ۲۳۴ھ) نے فرمایا:

" هم أصحاب الحديث " یعنی اس طائفہ سے مراد اصحاب الحدیث ہیں۔

(جامع ترمذی ۲/۴۳ ح ۲۱۹۲ واسنادہ صحیح)

اور دوسری روایت میں ہے کہ انھوں نے فرمایا: " هم أهل الحديث "

(جامع الترمذی ج ۴ ص ۵۰۵، سنن الترمذی مع عارضۃ الاحوذی ج ۹ ص ۷۴)

ثابت ہوا کہ اصحاب الحدیث اور اہلِ حدیث ایک ہی جماعت کے دو نام ہیں۔

۳: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (م ۲۴۱ھ) نے اس حدیث کے معنی میں کہا: " إن لم تكن هذه الطائفة المنصورة أصحاب الحديث فلا أدري من هم ."

اگر اس طائفہ منصورہ سے مراد اگر اصحاب الحدیث (محدثین) نہیں ہیں تو مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں؟ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۲ وسندہ صحیح وصححہ الحافظ ابن حجر فی فتح الباری ۱۳/۲۵۰)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ''صاحب الحدیث عندنا من یستعمل الحدیث .'' ہمارے نزدیک صاحبِ حدیث وہ ہے جو حدیث پر عمل کرے۔ (الجامع للخطیب ۱/ ۲۱۹ ح ۱۸۶، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۱/ ۱۴۴ ح ۱۸۳، مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۲۰۷۔۲۰۸)

تنبیہ: قولِ مذکور میں صاحب الحدیث سے مراد اہل الحدیث ہے۔

۴: حفص بن غیاث رحمہ اللہ (م ۱۹۴ھ) نے اصحاب الحدیث کے بارے میں فرمایا:

''ھم خیر أھل الدنیا'' (معرفۃ علوم الحدیث ص ۳ واسنادہ صحیح)

یعنی اصحاب الحدیث ساری دنیا میں سب سے بہتر ہیں۔

۵: حاکم رحمہ اللہ (م ۴۰۵ھ) نے بھی حفص بن غیاث رحمہ اللہ کی تصدیق کی اور فرمایا:

''إن أصحاب الحدیث خیر الناس'' بے شک اصحاب الحدیث (محدثین) لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔ (علوم الحدیث ص ۳)

ان ائمہ مسلمین کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ طائفہ منصورہ والی حدیث کا مصداق اصحاب الحدیث: اہل العلم، اہلِ حدیث (یعنی محدثین) ہیں اور اسی پر اجماع ہے۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات (ج ۱ ص ۱۶۱۔۱۷۴)

اہل الحدیث کے دشمن: اہل الحدیث (محدثین) کے دشمن ان پر طرح طرح کے الزامات مکذوبہ لگاتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں امام احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ نے کہا:

''لیس فی الدنیا مبتدع إلا وھو یبغض أھل الحدیث و إذا ابتدع الرجل نزع حلاوۃ الحدیث من قلبہ .''

دنیا میں کوئی بھی ایسا بدعتی نہیں جو کہ اہل الحدیث سے بغض نہ رکھتا ہو۔ جب آدمی بدعتی ہو جاتا ہے تو حدیث کی حلاوت (مٹھاس) اس کے دل سے نکل جاتی ہے۔

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۴ رقم ۶ وسندہ صحیح)

اہل الحدیث سے دشمنی کا انجام: چونکہ اہل الحدیث، مسلمین میں انتہائی اعلیٰ مقام

رکھتے ہیں اور وہ حقیقت میں اولیاء اللہ ہیں۔

اولیاء اللہ کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:((من عادی لی ولیًا فقد آذنته بالحرب)) جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری ج ۸ ص ۱۳۱ ح ۶۵۰۲)

غور فرمائیں! کتنی شدید وعید ہے۔

اب جو شخص ان اولیاء اللہ کی تکفیر کرتا ہے اور اس کا کیا انجام ہوگا؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تکفیر: تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب، الاصابہ، لسان المیزان، تعجیل المنفعہ، الدرایہ اور التلخیص الحبیر وغیرہ کتب نافعہ کے مصنف، ثقہ، خاتم الحفاظ، حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ کی عدالت وجلالتِ شان پر محدثین کا اجماع ہے اور ان کی کتب سے انتفاع مسلسل جاری وساری ہے۔

کراچی میں چند سال پہلے ایک فرقہ، فرقہ مسعودیہ پیدا ہوا ہے جس کے بانی مسعود احمد بی ایس سی صاحب ہیں۔ اس فرقے نے اپنا نام ''جماعت المسلمین'' رکھ کر غیر اسلامی اور طاغوتی حکومت سے رجسٹرڈ (یعنی الاٹ) کرالیا ہے۔ مسعود صاحب نے ایک کتابچہ لکھا ہے جس کا نام ''مذاہب خمسہ (یعنی اہلِ حدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اور دین اسلام'' رکھا ہے۔ اس کتابچہ میں چھ خانے ہیں:

(۱) اہل الحدیث (۲) حنفی (۳) شافعی

(۴) مالکی (۵) حنبلی اور (۶) دین اسلام

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسعود صاحب کے نزدیک اہل الحدیث وغیرہ دین اسلام سے خارج ہیں۔ مسعود صاحب اہل الحدیث کے خانے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو ان کی فتح الباری کے ساتھ لے آئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ص ۲۹)

معلوم ہوا کہ مسعود صاحب کے نزدیک حافظ ابن حجر رحمہ اللہ دینِ اسلام سے خارج ہیں۔ (استغفر اللہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أیما رجل مسلم أکفر رجلاً مسلمًا فإن کان کافرًا و إلا کان ھو الکافر)) جو مسلم دوسرے مسلم کو کافر کہے (اس کی تکفیر کرے) اگر وہ کافر ہے (تو ٹھیک) ورنہ ایسا کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

(سنن ابی داود: ۴۶۸۷ واللفظ لہ وسندہ صحیح، واصلہ فی صحیح مسلم: ۶۰، دارالسلام: ۲۱۵)

فرقہ مسعودیہ کا دعویٰ مسلم: مسعود صاحب نے اس پر زور دیا ہے کہ ہمارا صرف ایک نام ہے یعنی مسلم، یہ نام اللہ کا رکھا ہوا ہے، فرقہ وارانہ نام نہیں۔

(مذہب اہل الحدیث کی حقیقت ص ۱)

تنبیہ: ہمارے علم کے مطابق مسعود صاحب سے پہلے اُمتِ مسلمہ میں (زمانۂ خیر القرون ہو، زمانۂ تدوینِ حدیث ہو یا زمانۂ شروحِ احادیث) کسی عالم نے بھی یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ ''ہمارا نام صرف مسلم ہے۔''

اگر کسی کے پاس مسعود صاحب کے مذکورہ دعوے کی صراحت کسی عالم سے ثابت ہو تو حوالہ پیش کریں۔

مسعود صاحب اپنے خود ساختہ دعوے کی ''دلیل'' پیش کرتے ہیں کہ ''ھو سمّٰکم المسلمین'' اللہ نے تمھارا نام مسلمین رکھا ہے۔ (الحج: ۷۸ بحوالہ رسالہ ''المسلم'' نمبر ۴ ص ۴۶)

جناب محترم ابو جابر عبداللہ دامانوی صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام مسلم رکھا ہے۔ لیکن اس آیت میں اس بات کا کہیں بھی ذکر موجود نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے۔ یا بالفاظ دیگر مسلم نام کے علاوہ دوسرے نام رکھنا ممنوع ہیں۔ اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ہمارا ذاتی نام مسلم ہی ہے اور دنیا میں آج ہم اسی نام سے متعارف ہیں۔ چودہ سو سال سے دنیا ہمارے اس نام سے واقف ہے اور قیامت تک ہم اسی نام سے پہچانے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ ہمارے اور بھی بہت سے نام رکھے تھے جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔''

محترم دامانوی صاحب حفظہ اللہ کی تصدیق: محترم دامانوی صاحب حفظہ اللہ کے

دعوے کی تصدیق میں ہم قرآن وسنت سے چند دوسرے نام والقاب پیش کررہے ہیں:

۱: المؤمن یا المؤمنون : اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾

(اے ایمان والو!) جو تمھیں سلام کہے اسے ہرگز یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے (کیا) تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو۔ (النساء:۹۴)

اور فرمایا: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ بے شک مومنین آپس میں بھائی ہیں۔ (الحجرات:۱۰)

اور فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ یقیناً مومنین کامیاب ہوگئے۔ (المومنون:۱)

۲: حزب اللہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

جان لو کہ بے شک حزب اللہ، وہی فلاح پائیں گے (کامیاب ہیں۔) (المجادلۃ:۲۲)

تنبیہ: حزب اللہ کے مقابلے میں حزب الشیطان ہے اور حزب الشیطان والے حقیقی گھاٹے میں ہیں۔ (مثلاً ملاحظہ ہو سورۃ المجادلۃ:۱۹)

۳: أولياء الله: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ جان لو کہ اللہ کے اولیاء کو نہ ڈر ہوگا اور نہ غم ہوگا۔ (یونس:۶۲)

اولیاء اللہ کے مقابلے میں اولیاء الشیطان ہیں۔

ان کے علاوہ درج ذیل نام بھی قرآن مجید سے ثابت ہیں:

(۱) المہاجرین (۲) الانصار (۳) السابقون الاولون

(۴) ربانیین (۵) الفقراء (۶) الصالحین

(۷) الشہداء (۸) الصدیقین وغیرہم

صحیح احادیث میں بھی مسلمین کے کئی ناموں کا ذکر ملتا ہے، مثلاً:

(۱) امۃ محمد (ﷺ) (صحیح بخاری:۵۲۲۱، ۶۶۳۱، صحیح مسلم:۹۰۱، دارالسلام:۲۰۸۹)

(۲) الغرباء (صحیح مسلم:۱۴۵، دارالسلام:۳۷۲)

(۳) طائفۃ (صحیح بخاری:۷۳۱۱، صحیح مسلم:۱۵۶، دارالسلام:۳۹۵ وغیر ذلک)

(۴) حواریوں (صحیح مسلم:۵۰، دارالسلام:۱۷۹)

(۵) اصحاب (صحیح مسلم:۵۰، دارالسلام:۱۷۹)

(۶) الخلیفہ (مسند احمد ج ۵ ص ۱۳۱، واسنادہ حسن)

(۷) اہل القرآن (المستدرک ۱/۵۵۶ ح ۲۰۴۶ وسندہ حسن، مسند ابی داود الطیالسی: ۲۱۲۴ شاملہ)

(۸) اہل اللہ (دیکھئے حوالہ سابقہ:۷)

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ مسلمین کے اور بھی بہت سے (صفاتی) نام ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے رکھے ہیں، لہٰذا فرقہ مسعودیہ کے بانی کا یہ دعویٰ باطل اور جھوٹا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف ایک "مسلم" رکھا ہے۔ اگر وہ کہیں کہ یہ صفاتی نام ہیں تو عرض ہے کہ صفاتی نام بھی نام ہی ہوتا ہے۔

دلیل (۱): اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام "اللّٰہ" ہے اور اس کے بہت سے صفاتی نام ہیں۔ مثلاً:

(۱) رب (سورۂ فاتحہ) (۲) الرحمٰن (سورۂ فاتحہ)

(۳) الرحیم (ایضاً) (۴) اِلٰہ (الناس)

(۵) العلیم (۶) القدیر

(۷) الملک (۸) القدوس وغیرہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾

اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں، اسے ان ناموں کے ساتھ پکارو۔ (الاعراف:۱۸۰)

اور فرمایا: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ آپ کہہ دیں کہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو پکارو، جس نام سے بھی تم پکارو اس کے اچھے نام ہیں۔ (بنی اسرائیل:۱۱۰)

اللہ تعالیٰ کے ان صفاتی ناموں کو بھی "نام" ہی کہا گیا ہے۔

دلیل (۲): محمد ﷺ کا ذاتی نام محمد (ﷺ) ہے، اور آپ کا ذاتی نام احمد بھی ہے۔

﴿اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾ اس کا نام احمد ہے۔ (الصّف:۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أنا محمد و أحمد و المقفی والحاشر و نبی التوبة و نبی الرحمة))

میں محمد ہوں، احمد ہوں، مقفیٰ ہوں، حاشر ہوں، نبیِ توبہ اور نبیِ رحمت ہوں۔

(صحیح مسلم: ۲۳۵۵، دارالسلام: ۶۱۰۸)

شرح السنہ للبغوی میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إن لي أسماء : أنا أحمد و أنا محمد و أنا الماحی الذي يمحو الله به الكفر و أنا الحاشر يحشر الناس على قدمي و أنا العاقب))

میرے (کئی) نام ہیں: میں احمد ہوں، محمد ہوں، ماحی ہوں جس سے اللہ کفر کو مٹاتا ہے، حاشر ہوں لوگوں کو میرے قدموں پر اکٹھا کیا جائے گا اور میں عاقب (آخری نبی) ہوں۔

و قال البغوي: "هذا حديث متفق على صحته، أخرجه مسلم" (۲۱۲/۱۳ ح ۳۶۳۰)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا محمد ﷺ کے اور بھی بہت سے "اسماء" یعنی نام ہیں: مثلاً: احمد، الماحی، الحاشر، العاقب، المقفی، نبی التوبہ اور نبی الرحمہ وغیرہ۔

قرآن و حدیث کے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ صفاتی نام بھی نام ہی ہوتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور مسلمین

۱: سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے مسلمین کو "المصلون" کہا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تردید نہیں کی بلکہ اس کو بہت بہتر مشورہ بھی دیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۱۷ ح ۳۸۲۸۹، المستدرک ج ۴ ص ۴۴۴۔۴۴۵، وقال الحاکم: "هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه" رواية السفيان الثوري عن منصور قوية و باقي السند صحيح)

۲: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "یا معشر قریش"

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۴ ص ۴۸۲ وسندہ صحیح، الحکم بن میناء ثقہ)

۳: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے "یا معاشر الأنصار" کہا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۴ص ۵۶۷ ح ۳۸۱۹۹ وسندہ حسن)

۴: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ خلفاء کو صحابہ ''امیر المومنین'' کہتے تھے۔

یہ بات متواتر ہے۔

اس کے علاوہ اور بہت سے نام بھی صحابہ سے ثابت ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

اہل السنۃ: مسلمین، محدثین اور مومنین کو ''اہل السنۃ'' (یعنی سنت والے) بھی کہا گیا ہے۔

دلیل (۱): محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ (ت ۱۱۰ھ) نے فرمایا:

''فینظر إلی أھل السنة فیؤ خذ حدیثھم .''

اہل السنۃ کی طرف دیکھا جاتا، پس ان کی حدیث لی جاتی۔ (صحیح مسلم مع النووی ج ۱ ص ۸۴)

خلاصہ یہ کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے مسلمین کے لئے ''اہل السنۃ'' کا نام استعمال کیا۔

تنبیہ: یہ نام فرقہ مسعودیہ کے نزدیک غیر ثابت، بدعت اور شریعت سازی ہے، لہٰذا ان کے نزدیک ابن سیرین رحمہ اللہ جن کی عدالت پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے، دین سے خارج اور فرقہ اہل السنۃ کے ایک فرد ہوں گے؟! (نعوذ باللّٰہ)

اب دیکھیں! ابن سیرین تابعی رحمہ اللہ (جو کہ متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد اور صحیحین کے مرکزی راوی ہیں) ان پر فتویٰ کب لگتا ہے؟!

اہل السنۃ یا اس مفہوم کا لفظ درج ذیل ائمہ مسلمین نے بھی استعمال کیا ہے:

۱: ایوب السختیانی رحمہ اللہ (م ۱۳۱ھ)

(الکامل لابن عدی ج ۱ ص ۵۷ واسنادہ صحیح، حلیۃ الاولیاء ۳/ ۹، الجزء الثانی من حدیث یحییٰ بن معین: ۱۰۲)

۲: زائدہ بن قدامہ (الجامع للخطیب: ۷۵۵)

۳: احمد بن حنبل (المنتخب من علل الخلال: ۱۸۵)

۴: بخاری (جزء رفع یدین: ۱۵)

۵: یحییٰ بن معین (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۲۹۵۵، ترجمۃ ابی المعتمر یزید بن طہمان)

۶: ابو عبید القاسم بن سلام (الاموال: ۱۲۱۸، لا تجعل زکاتك، کتاب الایمان کا شروع)

۷: محمد بن نصر المروزی (کتاب الصلاۃ: ۵۸۸)

۸: حاکم نیشاپوری (المستدرک ۱/۲۰۱ ح ۳۹۷)

۹: احمد بن الحسین البیہقی (م ۴۵۸ھ)

(دیکھئے کتاب الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد علی مذہب السلف واصحاب الحدیث وغیر ذلک من کتب البیہقی)

۱۰: ابوحاتم الرازی (م ۲۷۷ھ)

امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے جہمیہ کی یہ نشانی بتائی کہ وہ اہل السنۃ کو مشبہ کہتے ہیں۔

(اصول الدین: ۳۸، تحقیقی مقالات ج ۲ ص ۲۳)

۱۱: الامام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ (م ۳۱۰ھ) (صریح السنۃ للطبری ص ۲۰)

۱۲: فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (م ۱۸۷ھ)

(حلیۃ الاولیاء ۸/۱۰۳، ۱۰۴، واسنادہ صحیح، تہذیب الآثار للطبری ۷/۴۴ ح ۱۹۷۵، [شاملہ] وسندہ صحیح)

۱۳: شیخ الاسلام ابوعثمان اسماعیل الصابونی رحمہ اللہ (م ۴۴۹ھ)

ملاحظہ ہو ان کی کتاب "عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث والرسالۃ فی اعتقاد اہل السنۃ واصحاب الحدیث والائمۃ۔

۱۴: ابن عبدالبر الاندلسی (م ۴۶۳ھ) (التمہید ۱/ ۲۰۸، ۲۰۹ وغیر ذلک)

۱۵: خطیب بغدادی (شرف اصحاب الحدیث)

۱۶: ابواسحٰق ابراہیم بن موسیٰ القرطبی (م ۷۹۱ھ) الاعتصام للشاطبی (ج ۱ ص ۶۱)

۱۷: حافظ ذہبی رحمہ اللہ (م ۷۴۸ھ) دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۵ ص ۳۷۴)

۱۸: حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (م ۸۵۲ھ) مذاہب خمسہ مصنف مسعود احمد (ص ۳۹ بحوالہ فتح الباری ج ۱ ص ۲۸۱)

سنی کا نام: (۱) حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ایک شخص کے بارے میں کہا:

" الرازي السني الفقيه أحد أئمة السنة ." (سیر اعلام النبلاء ۱۰/۴۴۶)

زائدہ بن قدامہ رحمہ اللہ کو متعدد ائمہ نے "صاحب سنة" اور "من أهل السنة"

قرار دیا ہے، مثلاً دیکھئے تہذیب التہذیب (۳/۲۶۴)

(۲) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب التہذیب میں عبدالملک بن قریب الاصمعی البصری کے بارے میں کہا: " صدوق سني "

محمدی المذہب: محمد بن عمر الداودی رحمہ اللہ امام الحافظ المفید محدث العراق ابن شاہین رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ " وكان إذا ذكر له مذهب أحد، يقول: أنا محمدي المذهب ." جب ان سے کسی کے مذہب کا ذکر ہوتا، تو وہ فرماتے تھے کہ میں محمدی المذہب ہوں۔

(تاریخ بغداد للخطیب ۱۱/ ۲۶۷ وسندہ صحیح، ترجمۃ عمر بن احمد بن عثمان المعروف بابن شاہین)

خلاصہ: قرآن وحدیث اور ائمہ مسلمین کی متفقہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ مسلمین کے اور بھی صفاتی نام ہیں جن سے انھیں پکارا گیا ہے، مثلاً اہل السنۃ، اہل الحدیث، سنی، محمدی المذہب اور حزب اللہ وغیرہ، لہٰذا مسعود صاحب کا یہ دعویٰ بالکل باطل و بلا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلم رکھا ہے۔

مسعود صاحب کے نزدیک "مسلم" نام کے علاوہ دوسرے سارے نام (مثلاً اہل السنۃ، اہل الحدیث، حزب اللہ وغیرہ) غیر صحیح وفرقہ ہیں اور ان کے نزدیک فرقہ بندی شرک، عذاب اور لعنت ہے۔ (مثلاً دیکھئے سٹیکر جماعت المسلمین یعنی فرقہ مسعودیہ)

لہٰذا ائمہ مسلمین مثلاً ابن سیرین تابعی رحمہ اللہ وغیرہ ان کے نزدیک دین اسلام سے خارج اور مشرک ٹھہرے۔ (معاذ اللّٰہ)

فتنۂ تکفیر: فرقہ مسعودیہ والے انتہائی دیدہ دلیری کے ساتھ محدثین کی تکفیر کر رہے ہیں۔

عملی طور پر یہ نہ کسی مسلم کو سلام کرتے ہیں اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کے نزدیک صرف وہی "مسلم" ہے جو ان کے فرقہ مسعودیہ (جماعت المسلمین رجسٹرڈ) میں شامل ہو اور مسعود صاحب کی بیعت کر چکا ہو۔ دوسرا شخص اپنے آپ کو لاکھ مسلم کہے مگر وہی ڈھاک کے تین پات۔

[باقی آئندہ شمارے میں۔ ان شاء اللہ]

ابطالِ باطل　　　　حافظ زبیر علی زئی

الیاس گھمن صاحب کے قافلے (جلد ۶ شمارہ نمبر ۱) کا جواب

الحمد لله ربّ العالمين والصّلوٰة والسّلام علىٰ آخر النبيين ورضي الله عن أصحابه أجمعين ورحمة الله علىٰ من تبعهم باحسان إلىٰ يوم الدين، أما بعد:

محمد الیاس گھمن صاحب کے رسالے ''قافلۂ حق سرگودھا'' (جلد ۶ شمارہ: ۱، بمطابق جنوری فروری مارچ ۲۰۱۲ء) میں اہلِ حق کے خلاف دیوبندی اعتراضات، نیز باطل استدلالات کے مدلل اور دندان شکن جوابات پیشِ خدمت ہیں:

۱) گھمن صاحب نے لکھا ہے:

''امام اعظم ابوحنیفہ (م 150ھ) کے بارے میں منقول ہے کہ آپؒ ناسخ اور منسوخ احادیث کے پرکھنے میں بہت ماہر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری عمل کے حافظ تھے۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری ص ۱۱)'' (قافلہ ج ۶ شمارہ: ۱ ص ۳)

سنجیدہ قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ صیمری والی روایت مذکورہ کی سند میں احمد (بن الصلت الحمانی) راوی کذاب ہے۔

امام ابن عدی نے فرمایا: میں نے جھوٹے لوگوں میں اتنا بے حیا دوسرا کوئی نہیں دیکھا۔

امام دارقطنی وغیرہ نے فرمایا: وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔

حافظ ذہبی نے فرمایا: ''کذاب وضاع'' وہ بڑا جھوٹا (اور) حدیثیں گھڑنے والا ہے۔

(اس راوی پر دیگر شدید جرح کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۲۷ ص ۱۲۔۱۳)

ثابت ہوا کہ یہ سند موضوع (من گھڑت) ہے، جسے گھمن صاحب نے بطورِ حجت پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ گھمنی قافلے کا اوڑھنا بچھونا کذاب وافتراء اور جھوٹی روایات کی ترویج ہے۔

۲) گھمن صاحب نے مولانا معراج ربانی صاحب حفظہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے:

''ان کی تلبیسات کا جواب دے کر اسے خاموش کرایا گیا۔'' (قافلہ ۶/ا ص ۵)

یہ نام نہاد جواب دراصل جواب نہیں بلکہ تھانوی صاحب کے مذکورہ قاعدے والا جواب ہے۔ تھانوی صاحب نے کہا تھا: ''...اس لئے کہ جواب تو ہر بات کا ہے خواہ صحیح ہو یا غلط'' (الافاضات الیومیہ ج ۸ ص ۱۶، ملفوظات حکیم الامت ج ۸ ص ۴۱)

مولانا معراج ربانی صاحب حفظہ اللہ کی اصل کیسٹیں دیکھ کر یہی ثابت ہوتا ہے کہ گھمن صاحب اُن کے جواب کی کوشش میں اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ سخت ناکام ہیں اور محترم سید توصیف الرحمٰن صاحب الراشدی حفظہ اللہ کے خلاف اُن کے باطل جواب کی بھی یہی حیثیت ہے۔

گھمن صاحب نے طارق جمیل صاحب کو ''عالمی مبلغ حضرت'' لکھا ہے، لہٰذا اُن کی ''خدمت'' میں عرض ہے کہ طارق جمیل صاحب کے خلاف دیوبندی مفتی محمد عیسیٰ خان صاحب کی کتاب: ''**کلمة الهادی الی سواء السبیل فی جواب من لبس الحق بالاباطیل** '' کا ضرور مطالعہ کریں اور طارق جمیل صاحب کا آنجہانی ماسٹر امین اوکاڑوی صاحب کے بارے میں درج ذیل فیصلہ آپ قافلۂ باطل میں موٹی سرخی کے ساتھ شائع کریں:

''مولانا صفدر صاحبؒ ان کے لہجے میں بہت زیادہ سختی تھی اور بہت زیادہ شدت تھی۔''

(کلمۃ الہادی ص ۲۵۶۔۲۵۷)

ساڑھے تین سو سے زیادہ صفحات کی اس کتاب کے علاوہ ''مجلّہ المصطفیٰ، بہاولپور'' کا سرفراز خان صفدر نمبر بھی آلِ دیوبند کے لئے قابلِ مطالعہ ہے۔ مثلاً دیکھئے ص ۲۵۷۔۲۵۸

عبدالقدوس قارن اور سعید احمد جلالپوری دیوبندی کی نظر ثانی کے ساتھ سرفراز حسن خان حمزہ احسانی دیوبندی نے الیاس گھمن صاحب کے بارے میں لکھا ہے:

''اندازِ بیان کی سختی... طرزِ تحریر کی ترشی'' (المصطفیٰ کا سرفراز خان صفدر نمبر ص ۲۷۴۔۲۷۵)

احسانی دیوبندی صاحب نے مزید لکھا ہے: ''...جب بندہ نے ''قافلہ حق'' کا مطالعہ

کیا تو اکابرین کے طرز کے مطابق نہ پایا۔'' (ص۲۷۶)

اگر اہلِ حدیث یعنی اہلِ سنت والجماعۃ کے خلاف گھمنی قافلے کی گالیاں اور گھٹیا عبارات اکھٹی کی جائیں تو ''گالی نامہ'' کے عنوان سے ایک طویل مضمون یا رسالہ تیار ہوسکتا ہے۔

۳) رضوان عزیز صاحب نے ماہنامہ الحدیث (یعنی اشاعۃ الحدیث) حضرو سے درج ذیل عبارت نقل کرکے، اس کے مفہوم میں تحریف کرنے کی کوشش کی ہے:

''اصول کی بنا پر اہلِ حدیث کے نزدیک ہر ذی شعور مسلمان کو حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افراد امت کے فتاویٰ، ان کے خیالات کو کتاب وسنت پر پیش کرے جو موافق ہوں سر آنکھوں پر تسلیم کرے ورنہ ترک کرے...'' (الحدیث:۵۹ ص۴۷ بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث: ج۱ص۶)

مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ کی ''ذی شعور مسلمان'' سے مراد نااہل حضرات نہیں بلکہ اہلِ علم اوراہل اشخاص ہیں، لہٰذا رضوان عزیز صاحب کا اعتراض باطل ہے۔

۴) فتاویٰ شامی ایسی کتاب ہے جس کے حوالوں سے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند نامی کتاب بھری پڑی ہے اور اس فتاویٰ شامی میں لکھا ہوا ہے کہ ''ناپاک چیز سے علاج کرنا جائز ہے' صاحب ہدایہ نے تجنیس میں یہی اختیار کیا ہے، انھوں نے کہا اگر کسی آدمی کی نکسیر پھوٹ گئی اور اس نے خون کے ساتھ اپنی ناک اور پیشانی پر سورۂ فاتحہ کو لکھ دیا تو یہ طلب شفاء کے لیے جائز ہے، اور اگر یہ یقین ہو کہ پیشاب کے ساتھ لکھنے سے شفأ ہوگی تو پیشاب کے ساتھ لکھنا بھی جائز ہے، لیکن یہ منقول نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ طلب شفأ کی وجہ سے حرمت ساقط ہو جاتی ہے، جیسے بھوکے اور پیاسے کے لئے خنزیز کھانا اور شراب پینا حرام نہیں ہے۔''

(ردالمحتار ج۱ص۱۹۴، بحوالہ شرح صحیح مسلم للسعیدی ج۶ص۵۵۶۔۵۵۷)

عبارت مذکورہ کو رضوان عزیز نے ابوبکر اسکارف (اسکاف) کا مذہب قرار دیا ہے۔ (ص۱۲)

عرض ہے کہ ابوبکر الاسکاف مشہور حنفی فقیہ تھا، جس کے بہت سے حوالے فقہ حنفی کی کتابوں میں موجود ہیں۔

فقیر محمد جہلمی نے لکھا ہے: ''اپنے وقت کے امام اور فقیہ جلیل القدر تھے۔''

(حدائق الحنفیہ ص ۱۹۲)

بلکہ خود رضوان عزیز نے بھی اسکاف مذکور کو ''امام'' لکھا ہے۔ (ص ۱۲)

فقہ حنفی کے اس ''جلیل القدر امام'' کے مذکورہ فتوے پر غلام رسول سعیدی بریلوی نے درج ذیل تبصرہ لکھا ہے:

''میں کہتا ہوں کہ خون پیشاب کے ساتھ سورۂ فاتحہ لکھنے والے کا ایمان خطرہ میں ہے۔''

(شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۵۵۷)

جس کا ایمان خطرے میں ہے، اسے ''امام'' قرار دینا رضوان عزیز جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔

محمد تقی عثمانی صاحب کا یہ کہنا کہ ''میں نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا پیشاب یا کسی بھی نجاست سے قرآن کریم کی کوئی آیت لکھنا بالکل حرام ہے اور میں معاذ اللہ اسے جائز قرار دینے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔''

میں کہتا ہوں کہ خود محمد تقی عثمانی دیوبندی صاحب نے بغیر کسی رد کے صاحب الهدایہ سے نقل کیا ہے کہ ''**إذا سال الدم من أنف إنسان يكتب فاتحة الكتاب بالدم علىٰ جبهته وأنفه ، يجوز ذلك الاستشفاء والمعالجة. ولو كتب بالبول إن علم أن فيه شفاء لا بأس بذلك ، لكنه لم ينقل .وهذا لأن الحرمة ساقطة عند الاستشفاء .ألا ترى أن العطشان يجوز له شرب الخمر والجائع يحل له أكل الميتة**'' (تکملہ فتح الملہم ج ۲ ص ۳۰۳ طبعہ اولیٰ صفر ۱۴۲۲ھ)

ایک غلط بات لکھ کر اس کا انکار کرنا مکر جانا کہلاتا ہے اور دوسرے الفاظ میں یہ کذب بیانی، دھوکا اور فراڈ ہے۔ تقی عثمانی صاحب کو چاہئے تھا کہ اپنی لکھی ہوئی بات سے رجوع کرتے اور اپنی تحریر کو بھول کر اس کا انکار نہ کرتے۔

تنبیہ: قافلۂ باطل والوں سے مطالبہ ہے کہ تقی عثمانی صاحب کی مذکورہ عربی عبارت کا ترجمہ اپنے قافلے میں شائع کریں اور عوام کی خدمت میں عرض ہے کہ اس عبارت

کا تقریباً وہی مفہوم ہے جو غلام رسول سعیدی صاحب کے قلم سے اس فقرے کے آغاز میں لکھ دیا گیا ہے۔

۵) عبداللہ معتصم دیوبندی نے لکھا ہے: ''مروجہ اونی یا سوتی جرابوں پر مسح جائز نہیں''

(قافلہ ص ۲۰ ج ۶ ش ۱)

عرض ہے کہ جرابوں پر مسح کرنا پانچ صحابہ کرام سے ثابت ہے اور ابن قدامہ نے کہا: اس پر اجماع ہے۔ (دیکھئے میری کتاب: ہدیۃ المسلمین ص ۱۸۔۱۹ ح ۴)

ان شاء اللہ اس موضوع پر ایک مفصل مضمون لکھا جائے گا۔

۶) ایک نامعلوم راوی حجاج سے ایک روایت میں ہے آیا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ (دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۹۰ ص ۸۔۱۰)

رضوان عزیز صاحب تو حجاج کا تعین ثابت نہیں کر سکے مگر مستدرک (ح ۸۵۶۶) کے ایک حوالے سے یہ لکھ دیا ہے: ''لہٰذا معلوم ہوا کہ امام ذہبی نے اپنی سابقہ جرح سے رجوع فرما لیا تھا'' (قافلہ ج ۶ ش ۱ ص ۴۰)

حالانکہ حجاج بن الاسود بلاشبہ ثقہ ہیں لیکن سند مذکور میں یہ صراحت نہیں کہ حجاج سے مراد ابن الاسود ہے، لہٰذا رضوان عزیز صاحب کی ساری کوشش تصوراتی سراب سے زیادہ کچھ نہیں اور نہ اس سلسلے میں حافظ ذہبی کے کسی رجوع کا کوئی نام ونشان ہے۔

''ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ'' والی غلطی کتابت کی غلطی ہے، جس کا اعلان ۳۰/ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو لکھا گیا تھا اور الحدیث حضرو شمارہ نمبر ۹۱ (دسمبر ۲۰۱۱ء) میں چھپ چکا ہے۔ (ص ۵۶)

لہٰذا رضوان عزیز کا طعنہ مردود ہے۔

گھمنی قافلے والوں سے عرض ہے کہ ذرا اپنی آنکھیں کھول کر رکھیں!

۷) راقم الحروف کا یہ موقف ہے کہ موجودہ جماعتوں کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اور اہلِ حدیث علماء وعوام کو چاہئے کہ وہ ان جماعتوں کو چھوڑ کر ایک دوسرے سے اسلامی محبت کا رشتہ قائم کریں۔ مدارس ومساجد اور علمائے حق سے رابطہ رکھیں اور اہلِ حدیث یعنی اہلِ سنت

علماء کا مکمل احترام کریں۔

یہی وہ منہج ہے جس پر قائم رہ کر تمام اہلِ حدیث کو متحد کیا جا سکتا ہے۔

اس سلسلے میں رضوان عزیز نے اپنی سبائی شتامی زبان میں توضیح الاحکام (۱/ ۱۷۵) کا ایک حوالہ پیش کر کے دیوبندی منطق اور یونانی فلسفہ وکلام کو استعمال کیا ہے۔

رضوان عزیز نے راقم الحروف کے بارے میں لکھا ہے:

''اب پتہ چلا ہے حضرو سے بھی مفرور ہے۔'' (قافلہ ج ۶ ش ۱ ص ۶۱)

عرض ہے کہ میں آپ لوگوں کے قریب، سرگودھا شہر میں موجود ہوں اور محترم سید محمد سبطین شاہ نقوی حفظہ اللہ کے زیرِ انتظام جامعہ امام بخاری میں حدیث واصولِ حدیث پڑھا رہا ہوں اور اس بارے میں بعض اہلِ حدیث رسالوں میں اعلانات بھی چھپ چکے ہیں۔

۸) محمد کلیم اللہ دیوبندی نے رپورٹ دیتے ہوئے لکھا ہے:

''معجم کبیر طبرانی میں موجود ہے حضرت علی نے سوال کیا یا رسول اللہ اگر کوئی مسئلہ پیش آ جائے جس بارے میں نہ تو کرنے کا حکم ہو اور نا ہی چھوڑنے کا ذکر ہو تو ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تشاورون الفقهاء تم فقہاء سے مشاورت کرو۔'' (قافلہ ۶/۱ ص ۵۳)

یہ روایت ہمارے علم کے مطابق معجم کبیر میں نہیں بلکہ المعجم الاوسط للطبرانی (۲/ ۳۶۸ ح ۱۶۴۱) میں ہے۔ (نیز دیکھئے مجمع الزوائد ۱/ ۱۷۸، اور کنز العمال: ۴۱۸۸)

اس کی سند میں ولید بن صالح مجہول الحال ہے۔ نیز دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی (۱۰/ ۴۳۳ ح ۴۸۵۴)

یاد رہے کہ حوالے میں اس طرح کی غلطی کو قافلۂ باطل والے جھوٹ قرار دیتے ہیں، لہٰذا وہ اپنے ہی قاعدے واصول کی زد میں ہیں۔

۹) عظیم گل محمدی (دیوبندی) نے حدائق الحنفیہ (ص ۷۰) کے حوالے سے ایک قصہ لکھا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اس عورت کا پیٹ چیر کہ زندہ بچہ نکالنے کا فتویٰ دیا تھا، جو عورت دورانِ حمل میں فوت ہو گئی تھی۔ الخ (قافلہ ۶/۱ ص ۵۶)

گھمن صاحب سے لے کر تمام آلِ دیوبند سے یہ مطالبہ ہے کہ اس قصے کی صحیح یا حسن لذاتہ سند پیش کریں، ورنہ امام ابوحنیفہ پر جھوٹ بول کر شائع کرنا حنفیت کی خدمت نہیں، بلکہ دیوبندیت کا کذب وافتراء ہے۔

۱۰) محمد اشفاق ندیم (دیوبندی) نے کسی ''درنایاب'' کے حوالے سے امام ابوحنیفہ کے بارے میں ایک بدو کا قصہ لکھا ہے:: بواوام بواوین...الخ (قافلہ ۶/۱ ص ۶۲)

گھمن صاحب سے لے کر تمام آلِ دیوبند سے یہ مطالبہ ہے کہ اس قصے کی صحیح یا حسن لذاتہ سند پیش کریں، ورنہ امام ابوحنیفہ پر جھوٹ بول کر شائع کرنا حنفیت کی خدمت نہیں، بلکہ دیوبندیت کا کذب وافتراء ہے۔

آخر میں عرض ہے کہ عبدالغفار... دیوبندی صاحب تو قافلۂ باطل سے نو دو گیارہ ہو چکے ہیں اور تازہ شمارے میں ننھے اوکاڑوی (محمود عالم صفدر) سے اعلان براءت ہے۔ (ص ۶۴)

ان شاء اللہ باطل کے یہ ستون اسی طرح گرتے رہیں گے۔ واللہ اعلم

(۱۳/ جنوری ۲۰۱۱ء مکتبۃ الحدیث حضرو)

ماں کے قدموں تلے جنت ہے

سیدنا معاویہ بن جاہمہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاہمہ (رضی اللہ عنہ) آئے تو کہا: یارسول اللہ! میں آپ کے ساتھ مل کر (کافروں سے) جہاد کرنا چاہتا ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ آپ سے مشورہ کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تمھاری والدہ زندہ ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فالزمها فإن الجنة تحت رجليها .))

پس اپنی ماں کی خدمت لازم پکڑو کیونکہ ان کے قدموں کے نیچے (تمھارے لئے) جنت ہے۔ (سنن النسائی: ۳۱۰۶، وسندہ صحیح وصححہ الحاکم ۲/ ۱۰۴، ۴/ ۱۵۱، ووافقہ الذہبی)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ والدین کی خدمت کرنا ضروری ہے۔ (ابومعاذ)



اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید پر ایمان نہ لانا قرآن سے اعراض کرنا ہے، لیکن ایمان لانے کے بعد اس کی تلاوت نہ کرنا، اس کی تلاوت کرنا لیکن اس پر عمل نہ کرنا، اسے چھوڑ کر کسی دوسری کتاب کو ترجیح دینا، کسی ایک آیت کا انکار کرنا، کسی ایک آیت میں شک کرنا، سلف صالحین کی تفسیر کے خلاف اپنی رائے سے تفسیر کرنا، اس کے مطابق فیصلے نہ کرنا بلکہ قرآن مجید کا مذاق اڑانا، یہ سب قرآن سے اعراض کی قسمیں ہیں، ذیل میں ہر ایک کی سزا دلیل کے ساتھ پیشِ خدمت ہے:

۱) قرآن مجید پر ایمان نہ لانا: جو آدمی قرآن پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے اور قرآن مجید کی رو سے کافر دائمی جہنمی ہے۔ (الاحزاب: ۶۴۔ ۶۵)

۲) قرآن مجید پڑھنا، پڑھانا لیکن عمل نہ کرنا (ایک عبرتناک انجام): سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کی انتڑیاں پیٹ سے باہر نکل آئیں گی، پھر جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے اسی طرح وہ آدمی اپنی انتڑیوں کے گرد گھومے گا۔ سارے جہنمی اس کے پاس اکٹھے ہوں گے اور اس سے پوچھیں گے: ''اے فلاں! تمھیں کیا ہوا، تم تو ہمیں نیکی کا حکم دیتے تھے اور برائی سے روکتے تھے؟ وہ جواب دے گا: میں تمھیں نیکی کا حکم دیتا تھا، لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا اور تمھیں برائی سے روکتا تھا لیکن خود برائی کرتا تھا۔

(صحیح بخاری: ۳۲۶۸)

۳) قرآن مجید کا علم حاصل کرنے کے بعد اسے چھوڑ دینا یا اس پر عمل نہ کرنا: ایسا آدمی جو قرآن کا علم حاصل کرتا ہے، پھر اسے چھوڑ دیتا ہے یا قرآن پر عمل نہیں کرتا یا قرآن مجید یاد کر کے اسے بھلا دیتا ہے ایسے آدمی کے بارے میں ایک لمبی حدیث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

نبی ﷺ نے اپنے ایک خواب کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں فرشتوں کے ساتھ چل رہا تھا، اچانک ایک آدمی کو دیکھا کہ اُسے (فرشتوں نے) لٹایا ہوا ہے اور اس کا سر پتھروں سے کچل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے، جس کو اتنا سخت عذاب دیا جا رہا ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا: یہ وہ آدمی ہے جس نے قرآن حاصل کیا پھر اسے چھوڑ دیا اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جاتا تھا۔ (صحیح بخاری: ۷۰۴۷)

۴) قرآنی آیات اور احکام و مسائل کا مذاق اڑانا: جو لوگ بھی قرآن کا مذاق اڑاتے ہیں، ایسے لوگوں کی سزا جہنم ہوا کرتی ہے، جیسا کہ درج ذیل آیت مبارکہ سے واضح ہو جاتا ہے: ﴿ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْآ اٰيٰتِيْ وَ رُسُلِيْ هُزُوًا﴾ یہ جہنم کی سزا انھیں اس لئے دی جائے گی کہ انھوں نے کفر کیا اور میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔ (سورۃ الکہف: ۱۰۶)

۵) قرآن مجید میں شک کرنا: قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ اس کتاب میں کوئی شک نہیں۔ (البقرۃ: ۱)
اس کے باوجود جو لوگ قرآن میں شک کرتے ہیں ان کا انجام بھی جہنم ہے۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ﴾ ڈال دو جہنم میں ہر بڑے کافر کو جو حق سے عناد رکھتا تھا، خیر سے روکنے والا، حد سے گزرنے والا اور شک میں پڑنے والا تھا۔ (قٓ: ۲۴-۲۵)

۶) قرآن مجید میں تأویل و تحریف کرنا: ① قرآن مجید کی کسی آیت کا ترجمہ یا تفسیر کرتے ہوئے کوئی ایسی بات کرنا جو شریعت کو مطلوب نہ ہو، اس کی سزا جہنم ہے۔ (حٰم السجدۃ: ۴۰)
② قرآن میں اپنی مرضی سے تفسیر کرنے والا اللہ کے غضب میں مبتلا ہوگا۔ (المومنون: ۳۵)

۷) قرآن مجید کے قانون یا فیصلے کو ناپسند کرنا: قرآن سے اعراض کرنے والوں کی ساتویں قسم یہ ہے کہ قرآنی فیصلہ ان کو اچھا نہیں لگتا بلکہ ناپسند کرتے ہیں، ایسے لوگ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ (محمد: ۸-۹)

۸) قرآن مجید سے اعراض کرنے والوں کی دنیا میں سزا: جو شخص کتاب اللہ سے منہ موڑے گا، اس کو دنیا میں ہی بے شمار مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مثلاً:

ا: ایسا آدمی جو قرآن سے منہ موڑے ہوئے ہے اگرچہ وہ لکھ پتی ہو، لیکن دولت ہونے کے باوجود اس کی معیشت و زندگی کو تنگ کر دیا جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

جو شخص میرے ذکر سے منہ موڑے گا، یقیناً اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی۔ (طٰہٰ:۲۴)

۲: قرآن مجید سے غفلت میں رہنے والوں پر ایک ایسا شیطان مسلط ہو جاتا ہے جو اُن کو صراطِ مستقیم پر نہیں آنے دیتا۔ (زخرف:۳۶۔۳۷)

۳: قرآن مجید سے اعراض کرنے والے بہت سے ایسے ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم:۱۸۹۷)

۹) قرآن مجید سے اعراض کرنے والے قیامت کے دن...؟؟

ا: قرآن سے اعراض کرنے والے جب قیامت کے دن اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو اندھے کر کے اٹھائے جائیں گے۔ اللہ سے سوال کریں گے کہ ہمیں اندھا کیوں اٹھایا گیا؟ اللہ تعالیٰ جواب دے گا: دنیا میں تم نے قرآن کو بھلا دیا تھا، آج ہم بھی تمھیں اندھا کر کے اپنی رحمت سے دور کر دیں گے۔ (طٰہٰ:۱۲۴)

۲: قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ بھی قرآن سے اعراض کرنے والوں کے خلاف ہو جائیں گے، جیسا کہ درج ذیل آیت مبارکہ سے واضح ہے: اور (قیامت کے دن، اللہ کے) رسول کہیں گے: اے میرے رب! بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔

(الفرقان:۳۰)

۳: قرآن مجید سے اعراض کرنے والوں کے خلاف قیامت کے دن خود قرآن اللہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کرے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ أَوْ عَلَيْكَ .)) قرآن مجید تیرے حق میں گواہی دے گا یا تیرے خلاف گواہی دے گا۔

(صحیح مسلم:۵۳۴)